

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

الثَّقَافَةُ مِنَ الْمَرْغُوبَةِ

الذَّعَارُ بَعْدَ الْمَلَكُوتِ

ضَمِيمٌ كَرِيمٌ

الضَّحَائِقُ الْمَرْفُوعَةُ

فِي جَوَابِ

الَلَّطَائِقُ الْمَطْبُوعَةُ

اذا فاداب طيبة حضرت فاضل اهل علامه اكل مولانا مولوي مفتي محمد كفايت  
دام فيضهم الجارى شاجهراً نفواى شعر الدهلوى

كَتَبَ خَلِيدُ الْاَكْمَرِيَّةِ

# فہرست مضامین نفائس مرغوبہ و ضمیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	سوال موصولہ از رنگون	۲۵	تصدیق حضرت حکیم الامتہ مولانا شاہ
۲	جواب - تین فصلوں میں		محمد اشرف علی صاحب شاہ قزوینی رکن
۳	فصل اول یسن و نفاقل کے بعد	۱۱	تحریرات علمائے دارالعلوم دیوبند
۴	فصل دوم - فرضوں کے بوجہ کا ثبوت	۳۲	تحریرات علمائے سرت پانڈ
۵	احادیث و ما بعد فرائض		دعوات
۱۰	روایات فقہیہ ثبوت عابد فرائض	۳۶	تحریرات علمائے لاہور دیگر اضلاع پنجاب
۱۲	فصل سوم - فرائض کے بعد دعا کا مقدار کیا ہے	۳۸	تحریرات علمائے مدینہ اہل
۱۳	پہلا شبہ اور اس کا جواب -	۴۱	فتوے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی -
۱۴	دوسرا شبہ اور اس کے تین جواب		
۱۵	تیسرا شبہ اور اس کے پانچ جواب	۴۷	فائدہ نفیسہ
۱۶	چوتھا شبہ اور اس کے دو جواب	۴۹	ضمیمہ نفائس مرغوبہ
۲۲	تکمیل مفیدہ -	۸۴	فتوے حضرت قاضی القضاۃ کرم علیہ
۲۳	سواہر و تعقیقات علمائے دہلی		
۲۴	تصدیقات علمائے رنگون و مولین دمانڈے -	۸۹	الصنائع المرفوعہ فی جواب اللطائف المطبوعہ -
۲۸	تصدیق حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم صاحب نی پوری		

# التفائس الموعود

في حكم

## الدعاء بعد المكتوبة

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللَّهِ وَتُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

### سوال

کیا قراتے ہیں ملانے دین ہیں مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد امام صرف اللہم أنت السلام الخ پڑھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ پھر تیس پڑھ کر لوگ مع امام کے دماما جھکتے ہیں۔ امام اگر سن و لواضل سے فارغ بھی ہو مائے اور لوگ پڑھ رہے ہوں تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر الفاتحہ کہہ کر امام زور زور سے دماما لگتا ہے اور لوگ آمین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دماما کا یہیت خریف و فقہ سے ثبوت ہو یا نہیں؟

اور اکثر دیار و ممالک میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام اللہم أنت السلام الخ کے ملوہ بعض اور بھی مختصر دعائیں پڑھتا ہے اور عینہ طور پر نہیں پڑھتا۔ اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے اللہم أنت السلام الخ کے اور دعاؤں کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض صحیح ہے یا غلط؟ اور فرض کے بعد عمومی طور پر دماما لگنا افضل ہے یا سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ جنوا لاجودا

المستفتی۔ خاک را حاجی داؤد شاہ۔ نمبر ۳۴۴۔ مرئیٹ اسٹریٹ ڈکون

## الجواب

اللهم اسرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارزقنا الباطل اطلا وارزقنا اجتنابه  
سوال مذکور میں کئی باتیں جواب طلب ہیں (۱) اول یہ کہ سنتوں میں کے بعد لوگوں کا  
اجتماعی طرہ پر دما کرنا ثابت ہی یا نہیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے  
دما مانگنے کا امارت دفعہ سے ثبوت ہی یا نہیں۔ (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد کس قدر  
دما بآئندہ ثابت ہو۔

ان باتوں کی توضیح تفصیل تین فصلوں میں کی جاتی ہے وبالله التوفیق۔

## فصل اول

سنن و تراسل کے بعد دما کے اجتماعی کا ثبوت ہے یا نہیں ؟

جانتا چاہیے کہ امارت دفعہ سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرون ثلثہ میں دما کا  
یہ طریقہ تھا کہ سنتیں نیلیں پڑھ کر ساری جماعت دما مانگتی ہو۔ اور جب سپر یہ قیود اور بڑھ جائیں  
کہ امام لوگوں کے فائغ ہو لے تک ان کا انتظار کرے اور پھر القاحۃ بلند آواز سے کہہ کر دما  
م شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدید و محدث ہونا اور بھی بختم ہو جاتا ہے۔

پھر سپر اگر اس التزام کا لحاظ بھی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں شاد ہے کہ اس طریقہ  
دما کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور نہ کرنیوالے کو طاقت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے  
میں کسی طرح کا شک شبہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر  
ساج یا کتب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار سے فائغ ہونیکے بعد مائیں اور بائیں دونوں جانب کھ  
مڑ کر بیٹھتے تھے۔ کسی دہنی طرف اور کسی بائیں طرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو ازلے اپنی نماز میں  
شیطان کا حصہ بھی بنا دیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود ہے) دیکھو سیدھی طرف مڑنا

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن باوجود اسکے اسے ضروری سمجھنے کو حضرت  
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شیطان کا حصہ فرماتے ہیں +  
طیسی نے ماشیہ مشکوٰۃ میں ایسی حدیث پر لکھا ہے :-

فیہ ان من اصحابی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالخصۃ تین اصحاب منه الشیطان من الاضلال فیکف من اصحابی بدعة او منکر انتہی۔ (کنز فی السعیۃ)	یعنی اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھے اللہ خدمت پر عمل کرے تو شیطان اس کے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا پس اس کا تو ذکر ہی کیا ہوگی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انتہی۔
---	--

یعنی جب کہ ان امور میں جہاں شرعاً استصحاباً ثابت ہیں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا ان  
اور کوئی ناجائز اور بدعت بنا دیتا ہے تو جن کا ثبوت بھی نہ ہو ان کا التزام اور اصرار اعلیٰ درجہ  
کی بدعت ہوگی۔ اور اس طریقہ دعا کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے و من ادعی  
فعلیہ البیان + بلکہ احادیث میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ افضل صلوٰۃ المؤمن فی بیتہ الا المکتوبۃ (مسند ابی نعیم)  
والنخاری و مسلم وغیرہم) یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے۔ سوائے فرض نماز  
کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے :-

وعن عبد اللہ بن سعد النخاری رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایتما افضل بالصلوٰۃ فی البیت او الصلوٰۃ فی المسجد قال ان اصل فی بیتی احب الی ان اصل فی المسجد الا ان تكون صلوٰۃ مکتوبۃ (رواہ ابن ماجہ الترمذی فی شمسکم)	عبد اللہ بن سعد النخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہو یا گھر میں۔ فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے۔ مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ مگر یہ کہ نماز نفل میں ہو۔ ابن ماجہ نے سنن میں اور ترمذی نے شمسکم میں روایت کیا ہے
وعن عبد اللہ بن شقیق قال سألت حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت	حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت

عائشة رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت  
 كان يصلي في بيتي قبل الظهر اربعاً  
 ثم يخرج فيصلي بالناس الظهر ثم يدخل  
 فيصلي ركعتين ثم يخرج فيصلي بالناس  
 العصر ويصلي بالناس المغرب ثم  
 يدخل فيصلي ركعتين ثم يصلي بالناس  
 العشاء ثم يدخل فيصلي ركعتين  
 ركعتين - الحديث روي في مسند  
 وابوداؤد والامام احمد

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا  
 حال یہ تھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم گہری نلہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے  
 تھے پھر باہر تشریف لیجاتے اور لوگوں کو نلہ کی نماز  
 پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے  
 پھر عصر کی وقت پہنچ جاتے (اور عصر کی نماز پڑھتے اور  
 (مغرب کی وقت) مغرب کی نماز پڑھتے پھر اندر آکر  
 دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے  
 اور میرے گہرے آکر دو رکعتیں پڑھتے +

جسکی دونوں حدیثیں اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ سن و نوافل گہریں پڑھنا مسجد میں پڑھنے  
 سے افضل ہے اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں  
 کے بعد والی سنتیں بھی گہریں تشریف لے جاکر پڑھتے تھے۔ اور جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا خدا پر عمل تھا۔ اللہ صوابہ کرام کو بھی آپ نے یہ فرما دیا اور تعلیم کر دی کہ سن و نوافل گہریں پڑھنا  
 افضل ہے تو ظاہر ہی ہے کہ صوابہ کرام بھی سنتیں نفیس اپنے گہروں میں جا کر پڑھتے ہوں گے  
 اور شاد و نادم کوئی شخص مسجد میں تین پڑھتا ہو گا۔ اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہریں سنتیں پڑھ کر دما کے لئے مسجد میں تشریف لاتے  
 ہوں۔ یا صوابہ اپنے گہروں سے سنتیں پڑھ کر دما کے لئے مسجد میں دوبارہ آکر جمع جتے ہوں  
 اور ظاہر نفس ہی اس دوبارہ جمع ہونے کو جمع عظیم اور شکل سمجھتی ہے۔ بہر حال جبکہ درجہ  
 سے مراد اشارہ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں مکان میں پڑھتے  
 تھے تو سنتوں کے بعد چہر مسجد میں تشریف لانے اور دما کرنے کا جو دعوے کرے اسکا  
 ثبوت اس کے ذمے ہی۔ نیز امام کا زود زور سے دما مانگنا بھی مکروہ ہے۔ اگرچہ سنہ نبوی  
 اور ثلاث اولیٰ ہے۔ لیکن اس کے انبیاء کریم نے اور مادت بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے

کر وہ بہر حال کر وہ ہے۔ اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ اور اولویت اور بہتری اس کے خلاف ہیں

هذه الاخبار راجع العلماء على استحباب  
الذكر بعد الصلوة لكنهم اختلفوا  
في موضعين - الاول في انه هل يجزئ  
بما امر به فاختار ابن حزم الجمل خذ  
بحدیث ابن عباس الصریح فی الجهر  
واختار غیره السمرخلو احدیث  
ابن عباس علی الجهر حیث انما یأثم  
للجواز وبعضهم حملوه علی انه كان  
فی سفر الغزوة لا رهاب العدو  
کذا فی عمدة القاری وخیر  
انتهی (مسایہ)

یعنی ابن حزم مثل کیوجہ رجوع کر اور ما بعد الصلوٰۃ کے  
مکہ میں منتقل میں) ملائے اسپر اتفاق کیا ہو کرنا  
کے بعد کر وہ مانتھب ہے پر وہ باتوں میں اختلاف  
ایک یہ کہ آیا از کا راہ و مائل کو جہر یعنی زہد سے  
پڑ جائیگا آہستہ تو ابن حزم نے ابن عباس کی حدیث  
کی وہ چہر کو اختیار کیا اور ان کے مقلد اور لوگوں نے  
سزا یعنی آہستہ پڑ ہے کہ اور انہوں نے حضرت ابن  
عباس کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کبھی بغیر من تعلیم جہر فرمایا کرتے تھے یا یہ کہ عباد  
سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لئے جہر فرماتے  
تھے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ مینی  
نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ اور ان کے مقلد اور  
ملائے بھی اس طرح ذکر کیا ہے +

اذا دعا بالبقاء المأثور جمل وجس  
معہ القوم ایضا یصلو الدعاء  
لا یاس به و اذا تعلموا ان یکون الجهر  
بدعت۔ انتھی ریزاریہ کذا فی  
المسبک

یعنی قنات نے برازیہ میں ہر کار اگر امام دعا لئے  
مأثور زہد زہد سے پڑ ہے اور لوگ بھی زہد سے  
پڑ میں اس لئے کہ وہ ماکوسیکہ میں تو کچھ مضائقہ  
نہیں اور جب کہ لوگ سیکہ جائیں پھر زہد زہد  
سے پڑ نہایت عت ہے +

پس واضح ہرگز نہ تہ و داخل کے بعد دعا مانگنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و  
نعت میں کوئی ثبوت نہیں +

اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا التزام نہ ہو اس سے بہتر افضل نہ  
کہا جاسکے اور اس کے تاک پر ملامت نہ کی جائے اور اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے اور امام کو

ہمکے لئے مقتدر کیا جائے تو بعد سنتوں کے جو لوگ اتفاقی طور پر موجود ہیں اگر وہ دما مانگسائیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دما مانگنا بہتر و افضل ہے۔

## فصل دوم

(افرضوں کے بعد دما مانگنے کا ثبوت)

اس باب میں اماریت و فقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دما مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

## احادیث و عابدین

ای الدماء اسم فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم جوف الليل الاخرو وبرا الصلوات المكتوبات درجاء الترمذی	یعنی کس وقت کی دما زیادہ مقبول ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دما اللہ عز و جل نمازوں کے بعد کی دما +
--	--

عن المغيرة بن شعبه قال ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم كان اذا فرغ من الصلوة وسلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له وله الملائكة وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند ملك الجند لفظ البخاري في كتاب الاعتصام انه صلی الله علیہ وسلم كان يقول هذه الكلمات دبر كل	مغيرة بن شعبه رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا رخ ہوتے ہی سلام پھیرتے تو یہ دما پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له وله الملائكة الحمد وهو على كل شئقدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند ملك الجند بخاری میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے تحت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب صلوٰۃ میں یہ
--	---



صلوة ولفظ البخاری فی کتاب الصلوة  
فی دبر کل صلوة مکتوبہ ورواہ البخاری  
ومسلم وابوداؤد والنسائی

روایت ابن قنطول سے ہے کہ ہر فرض  
نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے +

اس حدیث سے ہر قسم کی تمانہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز ہے خواہ اس کے بعد  
ستیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح فقہاء اسلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے  
پہلے یہ دعا پڑھتے تھے +

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ انتہ  
قال ما دلت من رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فی دبر کل صلوة مکتوبہ  
ولا تطوع الا سمعته یقول اللہم اغفر  
ذنوبی وخطیائی کلھا اللہم اغفر  
واجبتی واهدنی لصالح اعمال  
والاخلاق انہ لا یعدی لسانکھا ولا  
بصرف سیتھا الا انت راخرجه ابن  
المسقی فی عمل الیوم واللیلۃ کذا فی الصحیح  
المرغوبہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ میں جب کہیں بھی کسی نماز یا نفل نماز  
کے بعد آپ کے کرب ہوا تو میں نے  
آپ کو کہتے ہوئے سنا اللہم اغفر  
ذنوبی الخ (باقی ما حدیث میں پڑھو)  
(تحفہ مرغوبہ میں ہے کہ اس حدیث کو  
ابن کثیر نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ  
میں ذکر کیا ہے)

وعن عبد اللہ بن الزبیر بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر الصلوات  
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک القدوس صمد کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ  
باللہ لا الہ الا اللہ لا یبذل الایمان لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الشان الحسن الجمیل  
لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرم الکافرون۔ (رواہ مسلم)  
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز  
کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا الہ الا اللہ الخ (باقی ما حدیث میں پڑھو)

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی وقرع یخیر بینه علی

بکاء

بکاء

وقال بسم الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم - اللهم اذهب عني الهم والحزن ردوا  
الطمع الى والبنار كنز اف السعایة

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے  
اور تسبیح پڑھتے تو سیدھا اتم اپنے سر مبارک پر لٹکتے اور یہ دعا پڑھتے۔ یا سوا اللہ الذی  
لا اله الا هو الرحمن الرحیم

وعن انس رضي الله عنه قال ما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنا الا قل حين  
اقبل عليه ابرجه اللهم اني اعوذ بك من كل عمل يخزيه و اعوذ بك من كل حزن  
يرديني و اعوذ بك من كل يلقيني و اعوذ بك من كل فقر يفتني و اعوذ بك من  
كل غنى يلقيني۔ (رواه البزار و ابو يعلى۔ كنز اف السعایة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جب کبھی یہیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھنی اللہم انی اعوذ بك  
من كل عمل الخ

وعن علي قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا سلم قال اللهم اغفر لي ما قدمت  
وما أخرت وما أسررت وما أعلنت وما أسأت وما أنت اعلم به مني  
انت المقدم والمؤخر لا اله الا انت (رواه ابو داود)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا  
پہرے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اغفر لي الخ

وعن ثوبان ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينصرف من صلاته  
ثلاث مرات ثم قال اللهم انت السلام الخ (رواه ابو داود)

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے  
لوٹنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر فرماتے۔ اللهم انت السلام الخ

وعن زيد بن ارقم قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في كل صلاة  
اللهم ربنا ورب كل شيء انا شهيد انك لا اله الا انت ربك لك اللهم ديننا ودين كل

شیء انما شہید لمن محمد عبدہ ورسولک التہم ربنا ورب کل شیء انما شہید ان  
العباد کلہم اخوة اللہم ربنا ورب کل شیء اجعلنی مخلصاً لک واهل فی کل ساعة  
من الذیما والاخر یا ذا الجلال والاکرام اسمع واستجب اللہ اکبر اللہ اکبر  
اللہ نور السموت والارض اللہ اکبر حبیب اللہ ونعم الوکیل اللہ اکبر اللہ اکبر  
(رواہ ابوداؤد والنسائی واصل)

دید بن ارقم دے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد  
یہ مانگے ہوتے تھے۔ اللہ صریحاً اور رب کل شیء الخ +

وعن عقبۃ بن عامر قال امر فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقرأ بالعتق  
دبر کل صلوۃ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا  
کہ ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھا کروں (سورۃ فاتحہ سے ملازمین سمجھیں ہیں۔ قل أعوذ برب  
الناس۔ قل أعوذ برب الفلق۔ قل هو الله احد) +

اخرجه الطبرانی من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل  
من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة انتهى ركن اف السعالية  
نقل عن المواهب اللطيفة نقل عن الحافظ ابن حجر +

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا  
کہ فرضوں کے بعد مانگا ہوا افضل کے بعد مانگنے سے افضل ہے بقدر فرائض تو اہل  
سے افضل ہیں +

اور فتاویٰ کے بعد اذکار اور دھکے بارہ میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود  
ہیں۔ ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان  
احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی :-

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد ذکر کرتے اور مانگتے تھے۔ یہی  
حدیث ہے کہ بہت

(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت  
دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر او نمبر ۱۰۔

(۳) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جنکے بعد تفتیش ہونے چاہیے  
تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے خواہ ان کے بعد تفتیش ہوں یا نہ ہوں دیکھو حدیث نمبر او نمبر ۱۰  
نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱۔ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ کا لفظ موجود ہے جو نماز کو  
شامل ہے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مادت شریفہ صریحاً ہی دیتی ہے کہ اللہ عزوجل انت السلام  
ومنك السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اوروں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو  
حدیث نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔

(۵) دعا میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرائض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار  
میں بھی اللہم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں۔ بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو  
حدیث نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے  
اللہم انت السلام الخ کے اور دعائیں بھی جو اس سے بڑھی ہیں پڑھتے تھے۔ دیکھو حدیث  
نمبر او نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔

امثال ان تمام روایات سے یہ بے نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ فرائض  
کے بعد دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اس کی عظمت و اس کی مقبولیت کی ایک  
بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللہم انت السلام الخ سے کیسے زیادہ تعداد کی دعا مانگنا  
بھی جائز ہے۔ اور خود سرور کونین شیخ المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

## روایات فقہیہ ثبوت دعا بعد الفرض

۱/ اقال فی شریعت الاسلام لا یثبت فیہ  
ای الحصل الدعاء بعد المكتوبة  
شرع الاسلام میں ہے۔ اور غرضیت سمجھ  
نماز پڑھنے کا دعا اور بعد نماز فرض کے

<p>(۲) فی مغایرہ الجہنن + قوله بعد المکتوبة ای قبل السنة۔ انتہی رکن فی التحفة المرغوبة والسماویۃ</p>	<p>(۳) فی لورکلا یضلم وشرحہ للشیخ بامد الفتاح شریع الفرائع عن الصلوة بعد غروب الشمس وللمسلمین رافی ایضا ہر خذ الصدر و بطونہا مایل الی الوجه بخشوع وسکون ثم یسبحون بها وجہہم فی الخشوع ای عند الفرائع من الدعاء انتہی رکن فی التحفة المرغوبة والسماویۃ</p>
<p>نور الایضاح اور اسکی شرح ادا افتلح میں ہے۔ پر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور پتیلیاں منہ کی طرف رکھیں غشوع و سکون سے دعا میں پھر مینی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں +</p>	<p>(۴) قد اجتمع العلماء علی استحباب اللذکر والدعاء بعد الصلوة و جملة فوائد احادیث کثیرة انتہی (تہذیب الاذکار للرمی کذا فی التحفة المرغوبة)</p>
<p>یعنی ملا کا اسپر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ (ما ظرین احادیث کو ملاحظہ فرما چکے ہیں (مولف) +</p>	<p>(۵) عن البستی۔ انه قال فی تفسیر قوله تعالى فاذا قضيت الصلوة فانكروا الله قیاما وقعودا و علی جنبکم الایہ ای اذکرہ اللہ تعالیٰ وادعوا بعد الفرائع من الصلوة انتہی۔ (فتاویٰ صوفیہ کذا فی التحفة)</p>
<p>یعنی بستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے (فاذا قضیت الصلوة الایہ) یعنی نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو +</p>	<p>(۶) من فوائد هذا الحديث استحباب ان ذکر عقیب الصلوة لا نماز اوقات فاضلة یرجى فیہا اجابة الدعاء</p>
<p>یعنی ملائمہ عینی نے بیان کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے کیونکہ دعا ایک عمدہ وقت ہے جس میں</p>	

مقبولیت دعا کی امید ہے +	بتعن (عقد القاری شرح صحیح البخاری
یعنی منہج العمال اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا سنوں ہے اور یہی طبعی بات ہے۔ اٹھانا اور نہ پر اٹھ پھرنا بھی سنوں ہے +	(۷) ان الدعاء بعد الصلوة انما کتبوا سنون رکذا رشح الیدین وسمی التیمم بعد الفرائض انتہی (منتہج العمال والعقائد السنیہ کذا فی التحفة)
یعنی بسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو حند سے دعا مانگو۔ کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے +	(۸) فاذا فرغت من الصلوة فارغب للدعاء الی اللہ تعالیٰ فانہ اقرب الی الاجابة انتہی (کذا فی التحفة المشرقة نقلًا عن المبسوط)

الحاصل یہ روایات فقہیہ میں جن سے صراحت ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام و مقتدی سب ملکر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر اٹھ نہ پر پھریں +

ترجمہ اسلام اور منافع الجنان کی عبارتوں (نمبر اول) سے یہ بات صراحتاً ثابت ہوگئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہیئے اور یہی بہتر و افضل ہے +

آدنیوالایضاح اللہ کی شرح امداد الفلاح کی عبارت (نمبر ۲) سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ میں مایں اٹھ اٹھانا اور نہ پر پھرنا بھی جائز ہے اور منہج العمال اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۲) سے یہ ثابت ہو گیا کہ اٹھ اٹھانا اور نہ پر پھرنا سنوں ہے +

اد ملا مہینہ کی شرح بخاری اور بسوط کی عبارتوں (نمبر ۱ و ۲) سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے +

## فصل سوم

(رائع کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

تاثرین الفصل دوم میں وہ حدیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں تراویح کے بعد

کی دو مائیں منقل ہیں۔ ان سے فی الجملہ ان دماؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو شہر فوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

ہم یہاں دماؤں میں سے کوئی دما پڑھ لینا یا ان کی برابر اور دطا لکھنا جائز ہے۔ جو دمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقل ہیں۔ ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت اور مانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

بہن لوگ مشہد کرتے ہیں کہ اللہ عز و جل سے زیادہ دما پڑھنا حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اسکے خلاف ہے اور وہ یہ کہ:-

<p>یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پیرتے تو یہ میٹھتے گماتا کہ اللہ عز و جل ومنک السلام متبارکک یا ذا الجلال والاکرام کی مقدار دما پڑھ میں اتنے۔</p>	<p>عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقل الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام ومنک السلام متبارکک یا ذا الجلال والاکرام ثم اہ ابن ماجہ کذا فی السعیۃ ورناء مسلم کذا فی غنیۃ المستمل</p>
--	---

جواب۔ اس شبہ کا جواب دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات میں سے ہے کہ شیعہ کے مخالف ہے جو بکثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے خلاف میں منقل ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور وہ روایات باوجود اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں۔ بلکہ اسکی صحت میں بھی کلام ہے۔ کیونکہ ابو معاویہ جو اس حدیث کے مادیوں میں ہیں انہیں ابو داؤد لدے مرجعہ کہا ہے۔ اور یحییٰ بن سعین نے کہا کہ ابو معاویہ عبد اللہ بن عمر سے شکر روایتیں کرتے ہیں۔ پس اس روایت سے ان روایات میں کثیر و کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور محبت پکڑنا صحیح نہیں (کذا فی تفسیر الخواری)

دوم یہ کہ قطع نظر اسکی صحت و قمارض کے خود اسکے یہی ہیں کہ نہیں بیٹھتے مگر بہت اللہ عز و جل السلام الخ کے یہی ہیں روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عز و جل السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دما

تعلیم

جانب کثیر و اول

پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دماہی ہوا اسکے علاوہ اور کوئی۔ اور پھر تعداد سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ اعتدالی ہے تو اس سے منکر کچھ زیادتی بھی ہوتا ہم وہ تقویٰ مساوات میں داخل ہوگی۔ اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ان گزشتہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض کے بعد صرف اللہم صلاۃ السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جائے ہوں۔ اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دماہیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۱ میں یہ لفظ میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

جواب (۱)

جواب (۲)

جواب (۳)



کہ ہم آپ کو دعا میں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو دعایت نمبر ۳) یا یوں کہتے ہیں کہ جب آپ  
 اس میں نماز پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ (دیکھو دعایت نمبر ۴) یہ دعا ان ملاحظہ ہیں اس امر پر کہ آج  
 سنتوں سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ ہر مکان میں تشریف لے جاتے وہ سنتیں پڑھتے  
 سترم یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف  
 اللہ عز و جل کے لئے پڑھ کر کہڑے ہو جاتے تھے صبح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 فرماتی ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے اشکار دعا  
 مانگنا ثابت نہیں ہے اس نے ایسا نہیں کرنا چاہیے اور یوں میں یہ عبارت پیش کرتے  
 ہیں ذکر الشیخ عبدالحق الحداد الحلوی فی شرح حل الصراط المستقیم کہ میں  
 دعا کہتمہ ساجد بعد اسلام نماز می کنند و معتقدان آمین آمین میگویند چنانکہ لا ین وہ و یا عرب  
 و جم متعلق است انما دعوات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبود و دریں باب بھیج سبب ثابت نشد  
 و بعضے استحسن اتقی رکعہ الی (تحفۃ اللعوبۃ) یعنی شیخ محمد طہری نے شرح صراط مستقیم میں  
 ذکر کیا ہے کہ یہ دعا جو سجدوں کے نام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں اور اعتدای آمین  
 آمین کہتے ہیں میا کہ آج کل دیار عرب و جم میں متعارف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی عادت ایسی نہ تھی اس کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت حسنہ و براہین  
 جواب میں شبہہ کے بھی کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ حضرت شیخ محمد طہری کی

مگر مراد یہ ہے کہ نفس دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو  
 اس کے بعد کہیئے حدیث نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ ملاحظہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا  
 مانگنا ثابت ہوتا ہے۔ ایسا وجہ سے ملائمت فتح محمد شکاری نے فتوح الاوار میں لکھا ہے  
 کہ شیخ عبدالحق روئے اس دعا کو بدعت اس لیے کہ یہ اس کو ان کو ان دعا حدیث کی اطلاع نہ  
 ہو کہ جہاں اس باب میں مروی ہیں +

دوم یہ کہ شیخ محمد کی مراد یہ ہو کہ اتنا دعا آمین آمین کہنا ثابت نہیں تو اس کا جواب  
 ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر نہ ہونا کہ اس دعا میں آپ اتنا کہتے تھے اس بات کی دلیل

بہ

بہ

بہ

نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ کسی شے کا ذکر نہ ہونی سے اس کا عدم لازم نہیں خان عدم الثبوت لا يستلزم نفوت العدم وهذا ظاهر جذاً۔ تاکہ روایات سے ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس لیے یہ بھی کہی روایت میں نہیں۔ اتنے نہیں اٹھاتے تھے اور جب کہ اس کا ٹھکانا کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دماغ کے آداب میں سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی تنبیہ ثابت ہوتی ہے +

عن السائب بن يزيد عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعى رفع يديه ومعه وجهه (روح ابو داؤد) +	سائب بن يزيد اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے +
--	--

وعن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المشقة ان ترفع يدك حذ ومنكبيك او نمحيها (روح ابو داؤد) +	حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تیرا ہاتھ اٹھ کر منہ سے نکال دیا کہ قریب تک اٹھائے +
--	--

ان من آداب الدعاء رفع اليدين - (رحمن حصین)	علامہ ابن جزری حسن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے +
--	--

نعرہ کہ یہ روایات میں بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کا لغت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگنے کی وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموم کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے۔ اور یہی مانع ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی سہارنپور میں بعد اس بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحتاً ثابت نہیں تحشر فرماتے ہیں :-

الا انما نذب اليه في سلق الدعاء استجبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضاً +	یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانا نیکو فرمایا گیا ہے تو علمائے خاص ہیں مابقی فرضوں کے بعد کی دعا میں بھی ہاتھ اٹھانا نیکو مستحب کہا ہے +
---	--

تیسری کہ کتب میں دعا کی جواز کی دلیل ہے۔ اگرچہ بدعت کا

الطلاق باعتبار معنی لغوی کٹینے سے کہنا ہے لیکن ستم نہ لکھتا دیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے۔ اہل اہل شریعت میں ثابت ہو۔ اہل وہ اہل یہی احادیث میں جن سے مطلق دما میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چنانچہ یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دمانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے لغوی دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کائناتوں کے بعد اجتماعی دما کو جائز کہنا اور نہ سنتوں کے بعد کی دما کو ناجائز کہنا تصعوت و تحکیم ہے۔

پہلے یہ کہ روایات فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دما میں بھی رفع یدین ثابت ہے۔ دیکھو روایات فقہیہ بیشتر اہل اس سے یہ بابت سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین ہی کو مانع سمجھا ہے۔

تبعی لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللہ عزوجل انت السلام الخ سے زیادہ اور پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔ اور دلیل میں یہ جہاتیں پیش کرتے ہیں:-

یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہیں تو سنتیں پر کے لئے بغیر تاخیر کثرت انہو جگہ اس بقدر اللہ انت السلام الخ کے تاخیر مانع ہے۔ لہذا اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض سنت کے درمیان میں مکروہ ہے۔ اور اسی کے قریب قریب بعض اور کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

ان كان بعد الفريضة تطوعاً بقوم الے  
التطوع بلا فصل الا مقدار ما يقول  
اللهم انت السلام الخ ويكره تاخير السنة  
عن حال اداء الفريضة بالكر من نحو  
ذلت القدم انت الخ ركن الى شرح  
المنية للحلي +

جواب اس مسئلہ کے یہی کہی جہاں ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ جہاتیں معارض ہیں فقہ کی دیکھو جہاتوں سے جسے ثابت ہوتا ہے کہ فرض کے بعد وجہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

وَيُصْبِحُ لَهُ أَيْ لِلْإِمَامِ بَعْدَ السَّلَامِ  
 أَنْ يَسْتَغْفِرَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَيَقْرَأَ آيَةَ  
 الْكُرْسِيِّ وَالْمَعْذَاتِ وَيَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ  
 السَّلَامُ وَمَنْتَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا  
 الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَيَقُولُ مَا وَرَدَ بَعْدَ  
 كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ وَهُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُجْمُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا تُلْهِمْ  
 لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مَعْطَى لِمَا مَنَعْتَ  
 وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ إِلَى آخِرَةِ  
 ثُمَّ يَدْعُو أَيْ الْإِمَامُ لِنَفْسِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ  
 مِنْ الْأَدْعِيَةِ الْجَامِعَةِ الْمَأْثُورَةِ رَافِعًا  
 يَدَيْهِ حَذَّاءَ صَدْرِهِ جَاعِلًا يَاطِرَ الْكَفِّ  
 صَائِلَ وَجْهِهِ مُخْشَوِعَ وَسْكَوَتِ دُحْمِهِ  
 بِمَا وَجَّهَ فِي آخِرَةِ أَيْ فِي آخِرِ الدَّعَاءِ  
 رَمَاهُ إِلَى سَمَانِ شَرْحِ الْبُرْنِ رَكَدًا فِي التَّحْفَةِ

یعنی امام کے لیے مستحب کہ سلام پھیرنے کے  
 بعد میں مرتبہ استغفار پڑھے اور آیت الکرسی اور  
 معوذات پڑھے اور پھر کہے اللہم انت السلام  
 ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال  
 والاکرام اور پھر الفاظ پڑھے جو ہر نسخہ  
 کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا الہ الا  
 وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحکم  
 وہو علی کل شیء قدیر اللہم لا تلم  
 اعطیت ولا معطى لما منعت ولا یفعم  
 ذا الجد منک الجد الی قولہ  
 پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ادعیہ  
 ماثورہ میں سے کوئی دو مانگے سینہ کے  
 برابر اقامہ شاکر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف  
 کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ  
 ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے +

اس عبارت سے صراحت معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دو پڑھنا اور اذکار  
 ماثورہ منقول سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار  
 و ادعیہ کا پڑھنا بصراحت مذکور ہے +

یعنی "شرح منطویہ ابن وہبان للعلامة  
 الترمذی" کہ ذکر شمس الائمة یعنی  
 الحلواتی جواز تاخیر السنة بعد الفرض  
 للاشتغال بالدعاء والورد انتهى  
 بیان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ  
 حلواتی نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد ما  
 اذکر میں مشغول کی وجہ سے سنت

یعنی "شرح منطویہ ابن وہبان للعلامة  
 الترمذی" کہ ذکر شمس الائمة یعنی  
 الحلواتی جواز تاخیر السنة بعد الفرض  
 للاشتغال بالدعاء والورد انتهى

<p>کے تاخیر جانتے ہے :-</p>	<p>دکذافی التحفة ۱۰</p>
<p>یعنی ذنبہ اور محیط میں ہے کہ فرض ہو سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قولہ) اثم من الائمہ حلوا کی نے لرایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہو جب اس کا ارادہ و مالمکنے کا نہ ہو یعنی دما گنہ سے جو تاخیر ہو وہ مکروہ نہیں ہے :-</p>	<p>وفي الذخيرة والمحيط البرهاني ويكره له تاخير التطوع عن حال اداء الفريضة الى قوله - قال الامام شمس الامنة المحلوا هذا اذا لم يكن من قصد الاشتغال بالدعاء الخ انتهي مختصراً (دکذافی التحفة باختصار)</p>
<p>دوم یہ کہ اگر اس تمام فرض سے قطع نظر کیجائے تاہم ان جہاتوں کا یہ طلب نہیں ہے کہ اللہ عزوجل کے سلام کے علاوہ کوئی اور دعا مکروہ ہے۔ کیونکہ ان جہاتوں میں بھی اتنی اعتبار کی تصریح ہے نہ بالخصوص ہاں الفاظ کی سادہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس مابین اللہ عزوجل انت السلام کی حقیقی مقدار کے مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوی مراد ہے۔ یعنی امام خواجه اللہ عزوجل انت السلام پڑھے یا کوئی اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللہ عزوجل انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی چھوٹی اور دعائیں پڑھے جو مادہ میں میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلکہ کراہت ہے :-</p> <p>حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں :-</p>	
<p>عائد علی شیعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے گراحتی مقدار کہ اللہ عزوجل انت السلام پڑھیں اس روایت یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہ دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دعا پڑھتے</p>	<p>ان ما فی صحیح مسلم - عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وآله لم يقعد بعد ان يقول اللهم انت السلام حتى يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم بل كان يقول ذلك بعينه بل كان يقول ما نال من ذلك المقدار ونحو من القول تقريباً فلا ينافي ذلك ما في</p>

العبيدين عن المغيرة انه صلى الله عليه  
 وسلم كان يقول في دبر كل صلاة لا اله  
 الا الله وحده لا شريك له له الملك  
 وله الحمد هو على كل شيء قدير اللهم  
 لا مانع لما اعطيت ولا معطل لما مننت  
 ولا ينفع ذا الجحذ منك الجحذ وهكذا  
 لا ينافي ما روى مسلم وغيره عن عبد الله  
 ابن الزبير كان رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم اذا سلم من الصلاة قال بصوت  
 الاصل لا اله الا الله وحده لا شريك له  
 له الملك وله الحمد هو على كل شيء قدير  
 ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا  
 بهاء له النعمة وله الفضل له الثناء  
 المحسن لا اله الا الله مخلصين له  
 الدين ولو كرم الكافرين لان المقدر  
 المذكور في حديث عائشة يقترن  
 حيث التقريب والتخمين دون  
 التعديد المحقق انتهي -

(کبریٰ شرح منیۃ الحجۃ)

الشيخ القديرين بر. ومقتضى العباسية  
 هو ان السنة ان يفصل بذكر قدر  
 ذلك وذلك يكون نقصا فقد يرد  
 وقد نقص فليدرك ان السعاية

تھے جس میں دجلہ نہاں ہو گئی اور ذکر پڑھا جائے  
اللہ اس کی تعویذی مقدار مراد ہے اللہ اس  
صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اہل  
حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری و مسلم میں  
مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور اس طرح حضرت  
مائتہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس روایت کے  
خلاف ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبد  
ابن زبیرؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ  
وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو کہا ادا بے بند  
و ما پڑھتے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ  
لہ الملك لہ الحمد و علی کل شیء قدیر و لا حول  
ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ  
ولہ الفضل و لا نقول الا الحق و لا الا اللہ  
مخلصین لہ الدین و لو کرم الکفر و ن۔ (ارشاد  
مائتہ نماز ان حدیث کے مخالف ہوتا) اسی  
ہو کہ حضرت مائتہؓ کی روایت میں ہزار کی ہزار  
تقریبی اور تخمینہ ہزار کی جتنی۔ انتہی ۴

یعنی ملامت میں ہمارے قیام فی القدر میں فرماتے ہیں  
 کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضایہ ہے  
 کہ فرض و سنت میں صلہ کیا جائیگی کسی ذکر و دعا  
 ساتھ جو بقدر اللہ انتہا السلام اللہ کے برابر مستند ہے



الکھڑوند۔ یا دوسری وجہ مغیروں شعبہ کی روایت میں ہے یا آیۃ الکرسی یا لا الہ الا اللہ  
 لا المملک ولہ الحمد ہوں کل شی قہیں۔ کشل بار۔ یہ سب اس نسبت ہی مقدار میں نقل  
 ہیں۔ اساتنی بڑی دمانیں چہننے سے سنتوں کی تعبیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں آتی  
 (۴) اور فتاویٰ مجتہ کی جماعت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دمانیں مکروہ ہیں پس  
 کبیری اکثر شیخ مشکوٰۃ کی جہارتوں کے ساتھ ملائیے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ لمبی دمانیں  
 سے وہ مانیں مراد ہیں جو طیرورہ اور بسد الشہین زہیرہ کی روایت کی ہوئی دمانیں  
 اور آیۃ الکرسی اور لا الہ الا اللہ لا المملک ولہ الحمد حوصلہ کل شی قہیں۔  
 دمانیں سے مراد لمبی ہیں +

(۵) زمانہ غور کرنے سے انہیں جہارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی  
 دمانیں جو تقویٰ مقدار میں داخل کی گئی ہیں۔ ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دمانیں  
 صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں پس امادیت میں تلبیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہؓ  
 کی حدیث میں مقدار سے تقریبی اور کمبسی مقدار مراد لی اور ان دمانوں کو جو صحیح طور پر  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھا۔ پس فقہ  
 کی وہ روایتیں جنہیں بڑی دمانوں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اسی معنی پر لا محالہ محمول کی  
 جانیں گی کہ ادعیہ منقولہ اور اذکار ماثومہ سے زیادہ لمبی دمانیں مکروہ ہیں۔ ورنہ لازم  
 آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہوگا +

## تکلیف مفیدہ

یہی بتا دینا ضروری ہے کہ یہ کلام اسیر سنہ الفض کے بعد دمانتہ کے متعلق ہی جن کے  
 بعد سنتیں ہیں۔ ورنہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ ان کے بعد دمان اور ذکر طویل  
 اتفاقاً مانز ہے +

نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے ادعیہ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے۔ اس کراہت  
 سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے۔ جس کا منبع خلاف اولیٰ ہے یعنی تقدیر میں ہے۔



قولہ میں تاخیر الطویل للسنۃ عن الفرض ملہ و مرجعاً الکراہیۃ التزیحیۃ  
التي مرجعها الى خلاف الاول انتہی (کنزانی التحفۃ)  
اور یہ طریقہ سے وہابی و مائین ملو ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ و مائین سے  
بڑی ہوں۔

## الحاصل

امادیت صحیحہ اور روایات فقہیہ سے نہایت واضح طبع پر یہ بات ثابت ہو گئی ہو کہ فرائض  
کے بعد سنتوں سے پہلے دانا لگنا اور ادعیہ ماثورہ کی مقدار تک مائین پڑھنا اور ذکر کرنا  
بلا کراہت جائز ہے۔ بلکہ اس وقت دانا لگنا افضل ہے اور اس دما میں مقبولیت  
کی زیادہ ہے واللہ اعلم و علیہ التواکلف

الرَّحْمَةُ لَا تَنْقُضُ كَيْفَ اللَّهُ أَتَى الْكَلَامَ كَمَا كَانَ الْأَوَّلُ وَبَدَّوْهُ سَكَنَ الْعَالِي عَيْنِ بَيْنِ  
كُتُبِهِمْ وَبَدَّوْهُ كَمَا بَدَّوْهُ مَا يَنْقُضُ الْمَدِينِ لَمْ يَقْنِ مِنْ الْعَالِي عَيْنِ بَيْنِ  
عَلَمِي وَخَرِي

## مواہیر و تصدیقات علمائے دہلی

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
انطا حسین عفی عنہ	بند محمد امین الدین	بند احمد سید محمد	محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی	مستم مدرسہ امینیہ دہلی	سداون مدرسہ امینیہ دہلی	مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
بند ضیاء الحق عفی عنہ	بند عبد بنی عفی عنہ	محمد بہ اباد عفی عنہ	بند محمد عبد الحنان
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی	دہلوی	شاجہاں پوری	ہزردوی عفی عنہ
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد ابراہیم دہلوی	محمد شمس عفی عنہ مدرسہ	محمد بیاں عفی عنہ مدرسہ	محمد عبد النبی سابق مدرسہ مدرسہ
مستم مدرسہ امینیہ دہلی	مولوی عبد الرحیم مدرسہ دہلی	مدرسہ حسن کنش دہلی	مستورین دہلی

# تحریر اوتصدیقائے علما زکون و موہین و ماندے ہرما

## حکامدا و مصہکنا

ہم ارکان جمعیتہ العلما زکون لے رسالۃ الففائل المرغوبۃ دیکھا حضرت مولف کا جواب نہایت صمیم و دوست ہے۔ معنائین کی صداقت۔ دلائل کی متانت۔ جہالت کی سکتا قابل استناد و اعلیٰ مرتبہ کی ہے۔ خدا تعالیٰ توفیق مدد فرمادے کہ جو جزائے خیر عطا فرمائے کہ من فی الواقع طریق حق اور راہ صواب میں ہے کہ احادیث نبی کریم علیہ التیمات و التسلیم پر گہری نظر ڈالنے اور مختلف طرق احادیث کو جمع کر کے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانہ میں فرائض کے بعد وصل و مانگی جاتی تھی اور پھر صحابہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے مکالموں میں تشریف لیا کرتے تھے اور ادا کرتے تھے۔ اور پھر مکالموں سے مسجد میں دعا کے لئے واپس آنا اور جمع ہونا کسی وقت سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس طور پر وہ روایتیں جسے نماز کے بعد دعا مانگنے کی فضیلت اور تاکید ثابت ہوتی ہے معمول بہا ہو جاتی ہیں۔ اور اسی پر شرقا و غربا مسلمانوں کا عمل ہے پس یہی طریقہ رائج اور قابل عمل ہے۔ اور اس میں دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ اور دوسرا طریقہ یعنی نوافل و سنن کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنا اول تو ثابت نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اگر نمازی دعا کی غرض سے سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں تو ایک امر محبت اور اولیٰ و افضل کا ترک کرنا لازم آتا ہے۔ اور وہ امر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرائض کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں مگر اگر اللہ تم کو (یعنی) شرم دے کہ اگر اس فعل اولیٰ پر عمل کریں کہ گھر میں سنن و نوافل پڑھیں تو دعا کی اجتماعی یکسوئی سے محروم رہیں۔ جس میں قبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ چنانچہ یہ کہ امام کو اگر کوئی جلدی کا کام ہو یا بعض مقصدیوں کو کوئی ضرورت ہو اور حاجت کے بعض

رکعتوں یا وقتوں میں زیادہ دیر تک مشغول رہیں تو ایسی صورت میں یا تو امام اور مسجور تہمت  
مقتدی تمام مقتدیوں کے خارج ہونے تک قیصر رہیں یا مشغولین کا انتظار نہ کریں۔  
اور دعا مانگ لیں۔ پہلی صورت میں امام اور مجتہدوں کا نقصان ہے جو شریعت  
میں مدفع ہے۔ دوسری صورت میں وہ مقتدی دعا سے اور برکت سے محروم رہتے  
ہیں۔ اور فرض کے بعد متصل دعا مانگ لینے میں یہ قیامت نہیں۔ پنجم یہ کہ ہر اس طریقہ  
کو لازم سمجھنا اسکا ہر عمل نہ کرنے والے کو عیب لگانا یا طعن کرنا یا امام اگر قبل مالک  
آٹھ جلسے تو اسکو لامت کرنا۔ یہ التزام بالایزم اور بدعت ہے جیسا کہ محیب بیب نے  
جواب میں مفصل تحریر فرمایا ہے +

تیسرے مآلیٰ اور افضل اور اولیٰ اور بہترین طریقہ دعا کا وہی ہے کہ فرض کے بعد  
مستقل سے پہلے امام اور جماعت سب دعا مانگ لیں اور پھر لوگ اپنے گروں پر جا کر  
سنتیں اور نظائیں پڑھیں +

ماں میں سرور ہے کہ دعا بہت طویل ہو بلکہ مقدار میں ان دعاؤں کا لحاظ کیا جائے  
جنا حضرت علیؑ علیہ السلام سے صحیح اور معتبر سانیہ سے مروی ہیں۔ و هذا هو الحق  
الذی لا محيص عنه والله تعالى هو الموفق والمعين ولا حول ولا قوة الا بالله  
العلی العظیم واخرج عونا ان الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على  
رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين ؓ

العبید

الراجی رحمة ربه الصمد عبدہ

المملوع بمرغوب احمد ربه الله

التنود نقد اللاجفوری

کتبہ

الراجی رحمة ربه الکرم محمد اللدعی

بابا حیمز ابن مولانا الحق الحق الحق

اسمعیل المرحوم الراندری

العبید

الفقیر فی النسی الشیخ عبد المجید حفظہ

العبید

الفقیر فی ربه الرزق محمد عبد الحق

وقامه شرا لواقب الناس الشاهجهات  
من شرا لالحال المصدا لثما جهات نفوری  
مهر جمعیتہ العلماء رنگون



یہ دارالاول سے آخر تک بھی طرح میں لے دیکھا۔ تمام روایات ٹیکہ لکھ پائیں۔ فقط  
قاسم سہارنپوری مثنیٰ عنہ عن الدیہ مدرسہ بنگالی۔ جماعت شہر رنگون۔

ہو للوفی للصلوب۔ دوستے ہمیشہ میرے پیش نظر ہے جس کے تعلق عرصہ پہلے خیال تھا کہ منسلک طبع پر عوام  
آگاہ کیا جائے۔ اول بعد از نفل کے طویل مامانہ کتابچہ و جو کہ دو مامانہ جو کہ ٹھکانہ عرصہ عشا میں نفل کا  
اداکرنا۔ بلکہ جو کہ میری ملویہ ہو کہ اس کے تمام کو عوام مطلع ہوں۔ بدینہ کہ کرتے ہیں کہ اس کے ترک کو ترک اجابت  
سمجھتے ہیں۔ بہر حال مقام مسرت کو ملنا دہلی کے اس مسئلہ کو وضع کر دیا۔ ایک جذبہ ملی داؤد شرم پور سے ملتا  
- باہر رنگون کی شکر گزار ہر ایک ایک ضروری منسلک طبع لڑ جی۔ ملنا دہلی کے جو کہ تحقیق کی ہو وہ بہت محنت وضع ہو  
ادھر پہلے ہر گز نفقہ نظری سے کام لیا ہے۔ اس کے مزید تفصیل سے کتاب بنانا ہے۔ پس بغیر خیال نہ رہا  
میں کہ سنا ہوں کہ اصحاب من اجاب +

انتر سید ابو قطفہ دہلوی ندوی سید مولوی سید دوست بہائی میاں بیٹا نافع رنگون  
ہیں یہاں کہ میں نے شروع سے اخیر تک لکھا اور بعد دیکھ کر مجھے ملنے کے ہر پہلو کو دیا ہے۔ ہر پہلو اس کا  
نیا و اثباتا احادیث نبویہ کے تحت ہے بعض پہلو ایسا ہی ہے جو بوجہ عدم اختراع یا بوجہ عدم حکم جائز  
قرار دیا ہے بشرط التزام و اتمام و میل عوام مردم جواز کا فتوے دیا ہے۔ غرض جو کہ مجھے لکھا ہے سب صحیح  
ملہ بخند اصل میں شکر ہے۔ دہلوی ہے یا کہ کوئی ۱۱ منہ تحقیق کو معلوم ہوا کہ صحیح دہلوی ہے ۱۱ سنہ

وہ سب اختلافات کی گنجائش نہیں ہے۔ عیب کی یہ کوشش وہی قابل تحسین و شکر ہے خایہ و اللہ قد اجابت  
 بدلیجیب فی جوابہ۔ واللہ اعلم بالصواب عید الصدق المنکبی بابی طاہر المکذبی دیر اجارہ برائے رنگون  
 آپ کے نقائص ہر غویہ کو ٹول سے آخر تک یکجا۔ جناب مولف نے جو صفائیں تحریر فرمائی ہیں عیب کی  
 محمد درویش غفرلہ خلیفہ برقی نامی سورتی مسجد فیروز آباد گلبرگ

هذا هو الحق والحق الحق ان يتبع

الحق۔ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اس قدر جائز ہے کہ جس میں اللہم ہانتہ السلام الخ یا تقریباً  
 اس کے برابر کوئی اور دعا پڑھ سکے اور اس مقدس تحفہ سے ناز نہ تاخیر کرے۔ یہ تحفہ مولف العلامۃ  
 نقیہ عبد الباقیوب محمد یعقوب غفرلہ لعلہ خلیفہ برقی مسجد کلاں۔ رنگون۔

الجواب ص ۱۰۰ خلیفہ حافظ محمد جامع سورتی مسجد رنگون۔

بعد حمد و سورتہ کے عیب فاضل علامہ نے دلائل قطعیہ و براہین قینیہ سے جو عدم ثبوت و ممانعت  
 مروجہ محدثہ بحدثن نوافل سنت اجتماعی کا بیان فرمایا۔ وہ عین حق و طریقہ شدہ ہے۔ ذائقے حق  
 مولف فاضل مدح کو دیرین میں جن بریل عطا فرمائے اس کا کس سا کہ کو مقبل عالم کہے۔ آمین۔ اور واقعہ یہ  
 ہندوستان جو معدن علم و شیخ لامل ہے وہاں اس طریقہ مروجہ کا پتہ نہیں۔ نیز حرمین اشرفین  
 مدینہ و مکہ شرف و تہنات میں اس کا نام و نشان نہیں پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں  
 اور متلفعات اشدین سے منقول اور نہ ائمہ مجتہدین کا معمول ہے۔ تو ضرور ہمارا یہ طریقہ محدث ہے پس  
 اس کا ترک اولیٰ اور انسب ہوا۔ اور متعزیم او عاقل اس کا ترک کب کراہت کا اگرچہ تنزیہ ہر دفعہ

احقر العباد بنی غلام نبی عفی عنہ خلیفہ جامع مولین دکنس اول مسجد سورتی۔

هذا قد خطر بیالی اللان فعل الله يحدث بعد ذلك امراً

حاملًا ومصلیًا ومسلًا

بعد حمد و سورتہ کے پس میں اس رسالہ  
 کے مطالعہ سے شرف ہوا۔ جو علامہ معتد  
 بحر مقام شیخ امام جبرہام مولانا سیدنا  
 مولوی محمد کفایت اللہ صاحب زالت

وبعد فقد اشرفت بمطالعہ المقالة التي  
 انھا العلامة المقلّم البحر المقام الشيخ  
 الامام محمد الماسک ناوسیدنا المولوی  
 محمد کفایت اللہ لالہ شہور افاضتہ

باز رفتہ و بل رافا دتہ طالعة فوجدتها  
 حاضر تھا و جواباً بھیجا فلله در الشاعر  
 لله درع۔ وانا العبد الضعيف الخادم  
 محضوہ مکمل الشیخ رشید لعل الجنبوہی  
 قدس من العزیز لحقہ عماد اللہ ابو الحسن  
 الشیر قلام علی شاہ عفا اللہ عنہ  
 ورحمہ اللہ الحسین نسلو الشاہ غفر  
 مولدو الحسین الصابر والنقشبندی  
 المجدد والسمرورہ والقادر طریقہ  
 والحمد للہ المارک مسلکاً و مذہباً  
 للہ وکلاول فی اللہ لیسۃ المحمدیہ  
 فی مانند لے برہما +

تمکون فاضلہ باز رفتہ و بل رافا دتہ طالعة  
 الیفت لرا یا ہے۔ امد میں لے آئے حق  
 صریح اور جواب صحیح پایا۔ اللہ وہ  
 بعد میں عبد ضعیف خدوہ مولانا شیخ  
 رشید احمد کھٹک گوہی قدس سرہ العزیز  
 کا خادم چہتر عباد اللہ ابو الحسن سید  
 غلام علی شاہ ہوں۔ عفا اللہ عنہ۔  
 حسین نسل۔ اور شاہ پوری مولانا اور شیخ  
 صابری نقشبندی مجددی دہسٹری  
 وقادری طریقہ۔ آمد غنی باتریدی مذہباً  
 اول مدرسہ محمدیہ مانڈے برہما +

کلمۃ طیبۃ حضرت بن العارین لانا مولوی شاہ محمد عبد الرحیم صاحب

آج مودتہ مشعل کلمۃ برورہ شنبہ حضرت مولانا مولوی محمد کئی صاحب نے یہ دلالا دل سے  
 آخر تک بندہ کو سنایا۔ حق کے نہایت غور سے سنا اللہ علیہ السلام جو نہایت پسند آیا اور  
 طالب حق کے لئے بالکل تسلی بخش ثابت ہوا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کی صلاح پائی و نامندی  
 مرحمت فرمائے +  
 عبد الرحیم غنی عنہ لندے پر ضلع سہارنپور

الجواب صحیح و الخیر

وہ در الجیب فیما العن من الجوامع المصیبتہ  
 وشفقت المصلح بہایتک اللالی و سالہ اللہ  
 بندہ محمد کئی غنی عنہ لندے سہارنپور

سیاں محمد کا مدلولی غنی عنہ

الحمد للہ۔ اس مسئلہ کی نہایت ضرورت تھی۔ کیونکہ ہمارے ملک پنجاب میں بعض آدمی تو  
 فرائض کے بعد کی دعا کو بدعت کہتے ہیں۔ اور بعض سُنن و لوافل کے بعد بیعت محمدی تین تین مرتبہ

دلائل کے کو فروغ دی سمجھتے ہیں پس اس مسئلہ کی اشاعت کی نہایت ہی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ عفو  
کو جزائے غیر عطا فرمائے +  
پور محمد عفی عنہ۔ لدیانوی۔

تحریر حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی حافظ محمد شریف علی صاحب نقانوی دہشت کاظم

احقر شریف علی عرض ہے کہ پیارے انفاثر المرغوب فی حکم الدعا بعد المکتوب ہے اس کے  
وقت میں پہنچا کہ مجھ میں مسئلہ کی تحقیق کا یہ حکم شنیاق تھا۔ اور یہی تحقیق میرے ذہن میں موزن تھی جو  
پہلے میں انہیں لکھتی ہے پس اس کی میری موافقت کا اندازہ کر لیا جائے۔ حال یہ ہے کہ میرے  
نزدیک تحقیق نہایت صحیح ہے و ہذا سلام +  
سلخ رجب یلہ الحجۃ ۱۲۳۷ھ

## تحریرات علمائے دارالعلوم دیوبند

اقول بواللہ التوفیق۔ جواب مجیب برب حق و صواب ہے۔ فرائض و کثرات کے بعد لایب مابین التوفیق  
مسنون و مستحب و معمول و ملت و خلق ہے۔ تا دیف و دیات فقہیہ سے نہایت کم و تنہا اب اس کا  
ماہیت ہے۔ اور وہ جو بعض یار میں مروج ہے کہ فرائض کے بعد ایک نہ دماغ کر پر سن و دل و افس  
فانہم ہر الفلحہ ککر کر سنیت اجتماعہ مانگی جاتی ہے اور اس کا الزام کہ ہر امر پر ہوشی کہ ہر  
مکی کولوم و ملعون کیا جاتا ہے۔ یہ امر محدث و الزم ہا لایزم ہے اور ثبوت اس کا مادیت و عمل ملت نہیں ہے اور  
ایس کچھ تو نہیں کہ فصل الامارہ و اربابین الفرائض کو سن جائز ہے۔ اور وہ جو بعض املوفا اور دیات فقہیہ  
معلوم ہوتا ہے کہ جن فرائض کے بعد سن میں کن میں تعداد اللہم انت السلام الحسن سے زیادہ ترقف  
نہ فرماتے تھے مراد اس تعداد سے تقریبی ہے یا محمول ہے بعض اوقات پر +

و فی الحصن الحصین للجزری قدس سرہ و در صلیق المغرب والعجم جیسا لا الہ الا اللہ وحل  
لا شریک لہ لا الہ الا اللہ والہ الحمد للہ بحیث بیت بین الخیر و صلی کل شیء قدیر عشر مرات  
قبل ان ینصرف و مشی رجاہ احمد عن عبد الرحمن بن غنم و بعد صلاقی العجم  
و المغرب ایضا قبل ان یتکلم اللہم اجر فی من النار سمع ملکہ رجاہ ابوداؤد والنسائی وابن  
سہ و سہ نہ جزری قدس سرہ کی کتاب میں ہے کہ نماز مغرب اور عشاء کو بیسلا الہ الا اللہ

جان فقط والله تعالى اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدد یدہ یوبند۔ یکشنبان ۱۳۳۴ھ۔ (محرر)

الجواب ص ۱

الجواب ص ۱

محمد من عفی عنہ مدد یدہ یوبند

نغیر اصغر عین عفی عنہ مدد یدہ یوبند

الجواب ص ۱

الجواب ص ۱

محمد رسول خاں عفی عنہ مدد یدہ یوبند

غلام رسول عفی عنہ مدد یدہ یوبند

اصاب من اجاب

بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ مدد یدہ یوبند

الجواب ص ۱۰۱۔ اما الدعاء بعد  
الصلاة فيكاد يلتقي القدر الوارد فيه  
بالتواتر لا اريد تواتر الاسناد بل تواتر  
القدر المشترك وقد عقد له صاحب  
المصحيح بابا في الدعوات وعند من  
باب من تارقوما فلم يفطر عندهم عن شئ  
رضي الله عنه دخل النبي صلى الله  
عليه وسلم حل امر سليم فاقته بتمرد  
من فقال اريد اسمك في مقامه  
ونكر في وماله فاني صائم ثم قام  
الى ناحية من البيت فخلع خيرا المكتبة  
فدعا له من سليم واهلها الحمد يشهدوا  
رفع الدين في الدعاء فسنه قد يمة

ترجمہ جواب درست ہے ہر حال ما بعد نماز  
تو اسکی مقدار یا تواتر کے قریب تواتر سے  
میری مراد تو اس سناد نہیں بلکہ تواتر قدر  
مشترک ہے اور صاحب صحیح یعنی بخاری نے  
دعوات میں اس کے لئے ایک باب منعقد کیا ہے  
اور بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے باب من زار  
قوما فلم يفطر عندهم میں مفسر تائید فرماتا  
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ام سلمہ کے گھر تشریف لائے تو ام سلمہ نے  
بکھوڑیں دو گئی مگر کیا اپنے گھر پر ایک کھجوریں تھیں  
میں اور گئی شکیزو میں وہیں فالد کیونکہ میل روزہ ہے  
پیر آپ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے تھے تو کوئی  
نماز جو فرض نہ تھی پڑھی اور پھر ام سلمہ اور ان کے

رجوعاً قبل پہلے دو پاؤں بیٹھنے کے دس بار کہہ کر ام احمد رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن قنم کو دعائے پیر اہل بیت دعا میں دعا فرمائی  
بہ کلام کرتے پللا اللہم اجرنی من المناذرات مرتبہ پڑھے ہے بعد اود اور قال لا بد من جانے دعائے کیا ہے



فصل من کتاب الانبیاء من ذکر  
ابن حیم علیہ السلام حتی اذا کان عند  
الثبۃ حیث لا یرونہ استقبل  
بوجه البیت ثم دعا بمحو لاء الکلمۃ  
ورفع یدیه فقال رب اینی اسکنت  
من ذریعتی یحادی غریبی ارفع عند  
بیتک الحمد حتی یبلغ یشکرون وقال  
صلی اللہ علیہ وسلم من الحنفیۃ من باب  
صلو الکسوف والسنة فی الادعیۃ  
تاخیر ما من الصلو فخرج المحافظ  
جمال الدین رحمہ فی تخریجہ وایات  
والقرض ایجا والنقل فیہ من السنة  
شرعن الفقه لا استیعابہ نعم اصل  
سنة الدعاء یحصل بغير رفع الیدین  
ولذا قل النقل فی الرفع بعد الصلو  
وانما الرفع کمال فی السنة تحصل سنتہ  
به وبغیرہ فلا سبیل الی تعدیل من  
رفع ولا الی التحمیل من ترک واما الامور  
للحد من حد صیوة الجماعة للدعاء  
بجماعة الصلو ولا نکار علی تارکها  
ونصب امام شرعاً ثم امر به فیہ وغیر  
ذلک فکل ذلک من قلنا العلم وکثرة الجمل  
والجاهل امام غیرک او غیرک واللہ

گہروالوں کے لئے دعا کی اور بر حال مایکے آ  
اٹھنا قریہ سنت قریہ ہے۔ بجائی کی کتاب بنیا  
میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں ہو کہ جب ثبۃ  
کے پاس پہنچا تو ان کی نظروں پہنچے تو غائب ہو کر کبیر  
تشریف لے گئے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کی اور اس کے ساتھ  
اور فرمایا میں ہاں اسکنت الایہ۔

اور خفیہ میں ہے صاحب ہاں ہاں ہاں ہاں  
میں سنایا کہ دعاوں میں سنت یہ ہے کہ  
نماز کے پیچھے کی جائیں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
عزیز علی نے تخریج میں چند روایتیں  
ذکر کی ہیں۔

اور ہادی غرض یہی کہ اس بار میں سنت اذیۃ  
سے نقل کا پتہ دیدیا جائے بتعبقہ صوفیوں  
اصل سنت دعا بغیر اتھاٹھانے کے ہی حاصل  
ہو جاتی ہے۔ اور اس کے رفع یدین بعد نماز کی کے  
ساتھ منقول ہے۔ ہاں رفع یدین میں کمال سنت  
صرف ہے پھر اتھاٹھانے کو بدعتی کہنا یا نہ کہنا  
دائے کو جاہل بنانا صحیح نہیں بلکہ بدعتی مثلاً  
جماعت نماز کی طرح جماعت بنانا اور ایک کو کتا  
کڑا اور امام مقرر کر کے اسکی اقتدا کرنا وغیرہ سب  
قلت ظم و کثرت جبل کے نتائج ہیں اور جاہل افراد  
و تغریب میں مبتلا ہو رہی جاتا ہے۔ اور خدا سے  
راستی کی توفیق دینے والا ہے +

پس خدا تعالیٰ مصنف کو وہ بہترین جزا عطا فرما  
جو اپنے نیک . . . سے کسی کو عطا فرماتا ہے  
کیونکہ مصنف . . . کی طرف ہدایت کی اور کانی  
ہدایت کی اور جہالت شغلی اور پریشانی  
اور تمام تعریفوں کے لائق اسد باب العلیین ہے  
احقر (مولوی) محمد انور شاہ کشمیری مدرس  
دارالعلوم دیوبند

الموفق للصواب فجزی اللہ مصنف  
الرسالۃ احسن ما جزی بہ احد من  
صالحی عبادہ حیث ہذا للسنة  
وکفی وشفی واشتفی والحمد لله رب  
الصلین  
الاحقر محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ  
معلم دارالعلوم دیوبند

بندہ نے اس رسالہ کو من اولیٰ آخر وغور سے دیکھا مصنف علامہ نے عربی اور اردو کی  
اس کم شرعی کی توضیح تحقیق کی ہے وہ محتاج بیان نہیں کرتی اس کی ایسی نہیں جسکو وہاں قہر  
سے صحت میں نہ بنا دیا ہو اور حق ہے کہ اس کے بعد اپنے سابقہ خیالات و اوامام پر قائم  
رہنا ضلل بین سے کم نہیں +  
بندہ امید کرتا ہے کہ یہ رسالہ افادہ و فائدہ میں کامل ہو گا اور موافقین کو ثبات و یقین  
کو ہدایت کا فائدہ دے گا +

محمد اعزاز علی بریلوی مقیم مدرسہ دارالعلوم دیوبند

تحریرات علمائے سورت - رائدیر و حیرات

از مدد اشرفیہ قوۃ الاسلام رائدیر

احقر نے رسالہ التفات الموعوبہ اول سے آخر تک بغور دیکھا جواب علامہ مجیب اللہ  
باعتبار ہدایت و ہدایت بہت صحیح ہے - بہتر یہی ہے کہ فرائض کے بعد مغفرت سے پہلے دعا  
مانگے - جیسا کہ علامہ مجیب نے روایات مذکورہ فی الجواب کا بوضاحت ثابت کر دیا ہے :-

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہو کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اے معاذ مجھ سے  
تم مجھ سے کہتا ہو تو تم ہر نماز کے بعد یہ کہنا کہ

عن معاذ بن جبل عن ان الخضر صلی اللہ علیہ  
وسلم قال یا معاذ فانی والله اجبت فذلک  
دبر کل صلوۃ ان تقول اللہم اعنی علی

<p>ذکرہ و شکرہ و حسن جانتک اخرجہ ابوداؤد والنسائی و صحیحہ ابن حبان طریق صدیقہ ثلاثہ و مدرکات کہ وہا بعد از فیض ہوایا کہ کافی دلیل اللہ علیہ وسلم علیہ السلام</p>	<p>اللہم احسن علی فکرہ و شکرہ و حسن جانتک حدیث کو ابو داؤد و النسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکی تصحیح کی اور یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہا فرض نماز کے بعد کرنا چاہیے</p>
--	---

اور جہاں فقہاء نے لکھا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر کرنی مکروہ ہے  
اُس سے مراد دیارہ کا مدد شرعی و طریقہ نبوی سے بیٹھنا ہے۔ ورنہ لازم ہوگا کہ جو شخص مکان پر جا کر  
سُنّتیں پڑھے تو یہ بھی مکروہ ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس یہاں بھی مراد یہی ہوگی کہ نماز کے  
بعد از کا معادریہ طریقیہ سنتوں سے پہلے نہ پڑھے تاکہ سنتوں میں تاخیر نہ ہو قلت و فی حفظہ  
حکمہا علی القلیلۃ انتہی۔ (در مختار) نیز امام کا مع مقتدیوں کے تو اہل کے بعد نماز کو  
فرض کر لینا بدعت ہے۔ اور ادا اترجہ المحکمین سنتہ و بدعتہ کان ترکہ السنۃ راجحاً علی فعل البطلان  
انتقد شامی) یعنی جب کوئی حکم سنت اور بدعت کے درمیان جائز ہو تو وہاں (حتما ترک بدعت  
راجح ہے احتمال فعل بدعت بدعتیں نکالنے میں اس کا وجود نہ ہوتا۔ اور پہلو اس کا التزام کر لینا  
اور تارک کو کلامت کرنا بدعت ہے لہذا اس کا ترک راجح ہے۔ جیسا کہ علامہ بیہق رحمہ اللہ نے  
مفصل تحریر فرمایا ہے فجزاہ اہل عناء عن سائر المسالین۔ واللہ اعلم وعلیہ التمر  
خادم الطلبة ممدی حسن غفرلہ کس کس شرفیہ المیر علیہ السلام

المحبیب مصیب

المحبیب مصیب

احقر میران شاہ غفرلہ معاون کتب شریفہ محمد خاوت اللہ غفرلہ مدرس شریفہ عالمیہ  
بندہ نے رسالہ انقائس المرغوبین اولیٰ الی آخرہ دیکھا حضرت محیب علامہ دام فیضہم نے جو کچھ  
تحریر فرمایا ہے سنتوں اور فرائض کے درمیان و ما کر لینا بہتر ہے۔ اگر تقدیر طوالت ہی ہو جائے  
گی تو کچھ مع نہیں ہوگا حدیث اس بارہ میں صریح محبت ہے:-

<p>عن عبد الرحمن بن غنم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام قال من قال قبل ان یصوم ذین رجلیہ من صلی المغرب والصبح</p>	<p>بعد الرحمن بن غنم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے نماز مغرب اور صبح کے بعد قبل پڑھنے اور پڑھنے کے</p>
---	--





طش و داری ستانا اور دیا ہوتا ہے جسکا موقع بوجہ چہری ہونے کے پیدا ہوتا ہے۔ (۳) دما میں رچو  
اختلاف ہونے کے چہرہ کیا جاتا ہے۔ جو تزج مرجع ہے۔ بہر حال یہ طریقہ دما قابل ذکر ہے۔ بعد اہم  
بندہ محمد بن حاجی اشیل صاحب کفایتی عنانہ عنانہ سیدہ اسلامیہ ڈا بریہ ضلع سورت

## تحریرات علمائے لاہور و دیگر ضلع پنجاب

الاجوبۃ کلھا صحیحہ مطابقة للحق الصرح جزى الله المحيى المصيب خير الجزاء + کتبہ عبد المذنب المفتی محمد عبد الله عفا الله عنه	تمام جوابات (سندرجہ النقائص المرغوب) صحیح ہیں اور مطابق حق صریح۔ خدا تعالیٰ مجیب سب کو جزا غیر عطا فرمائے + کتبہ عبد المذنب مفتی محمد عبد الله عفا الله عنه راؤ نکئی۔ پرنسپل اورنٹل کالج لاہور
--	--

لقد احباب من اجاب انفتحه الى اسائل اصغر على الجواب صحیحہ لقد احسن عفا الله عنه من دم در حمیدہ ومتعلقہ انجنیہ تہیت اسلام ہوں جواب ہدایت عمدہ و مسیح ہی + رقاصی اعجاز السلام مفتی عنہ انصاری (پانی پت)	پانی پت
--	---------

ما احسن تحقيق المقام من المحيى العلامة امانة للانا من منزلة الافتد امر  
نمقہ العبد لا واہ محمد خلیل اللہ مفتی عنہ (مدس سید عربیہ پانی پت مرغبان سکتہ ۱۳۸۷)  
الجواب صحیحہ  
بسم الله قلوبنا اجیب علی الداع اذا دعانا فليسبقی الی ولین من الی  
بندہ محمد عبد الباقی تہی غفر لہ لعلہ میں شدان ہ طریق سلین مار سالہا و وضع ہے اس کے  
خلافت بدعت کے بہ محمد عبد السلام عباسی (پانی پت) ۱۳۸۱۔ شبان سکتہ ۱۳۸۷

فقیر نے رسالہ النقائص المرغوبہ کما ول سہ فرنگ مطالعہ کیا۔ بیشک مؤلف  
سلہ اللہ تعالیٰ کا جزا مسیح و بدعت کے فاضل مؤلف نے واقعہ نقائص طرہ سے مسلم  
دما پہنکشی ڈالی ہے۔ بخدا جس سے تمام غفرتات ہے اہل ہو کر مہاجر مشورہ۔ کئے۔ خداوند کریم

لاہل مدونہ کو اس کا بغیر کے صلہ میں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ اور یہ مسئلہ کہ بعد از صلوٰۃ کے ہاتھ  
اٹھا کر دانا گناہ صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ اس امر کے ثبوت کے لیے فتاویٰ مولوی عبدالحی  
مروم جلد دوم ص ۱۰ کی عبارت مستندہ ذیل ملاحظہ ہو۔ وہ ہے:-

مدینہ خصوصاً نیز مدینے ولد دست چنانچہ حافظ ابو بکر محمد بن اسحق بن اسحق مد کتاب عمل ایوم  
والیلہ بنو یونسہ حدیثی احمد بن الحسن حدیثاً ابو اسحق یعقوب بن خالد ابن یزید  
حدیثاً عبد العزیز بن عبد الرحمن القرظی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم انہ قال ما من عبد یسقط کفہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللہم الہی  
والہ ابراہیم واسحق و یعقوب والہ جبریل و میکائیل اسرافیل اسألت ان تجیب  
صوتی فانی مضطر تعصمی فی دینی فانی مبتلی ومثالی برحمتک فانی مذنب و تنفی  
علی اللہ فانی و تمسکنا لا کان حاکم علی اللہ عزوجل ان لا یرید یہ خائبین اگر  
گفتہ شود کہ ساری ہدایت عبد العزیز بن عبد الرحمن است و ان شکم فیہ است۔ چنانچہ در میزان  
الحلال و غیرہ صریح است گفتہ خواہ شد کہ حدیث ضعیف برائے اثبات استجاب کافی است چنانچہ  
ابن امام کثیر القدر مد کتاب البناؤین یونسہ۔ والا استجاب یثبت بالضعیف غیر الموضوع  
افتمنی۔ ویوید ما راہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ  
قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرفت و رفع ید یمینہ  
و وہ ما الحدیث۔ فثبت بعد الصلوٰۃ المفروضۃ رفع الیدین فی الدماء عن سید  
الانہاد و امی کہ اتقاء صلوات لا یخفی علی العلماء الا ذکیاء (قدوسی روضۃ الجنۃ) واللہ اعلم  
کہ محمد عبدالرحمن مسند مفتی صاحب العبد فقیر محمد یوسف مفتی ریاست جنبہ

## الجواب صحیح

عبد الرحمن دہرا

دہرا بہت علی کی رشتہ خدا ہے

بندہ نے اس رسالہ انقائس المرغوبہ فی حکم الدماء بعد المکتوبہ کی من اول اسے

آخرہ دیکھا۔ حرفاً حرفاً مطالعہ کیا۔ ملائکہ اجل حضرت مفتی صاحب ظلہ العالی نے  
دعا کی حاجت جو کہ تحریر فرمایا ہے وہ سنت نبوی کے موافق اور طریق حق کے مطابق ہے۔ میں تصدیق

۱۵ قتل المراء  
نفا صرحتا لک  
فی الکتاب بعد  
الکتاب  
عبد الرحمن  
مدینہ  
نفا صرحتا لک  
فی الکتاب بعد  
الکتاب  
عبد الرحمن  
مدینہ





## علمائے دہلی

الجواب صحیح الجیب مصیب

بندہ محمد تقی منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ  
اتر عبداللہ غفرلہ زلزلہ کدس سدا آبادیہ دہلیہ

الجواب من اجاب الجواب صحیح

بندہ جگننند سدا آبادیہ دہلیہ  
بنو کمال الدین منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ

المجیب مصیب

قلام اللہ قرطبی عبد الواحد سدا آبادیہ دہلیہ  
الجواب صواب ماجد علی منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ

## تحریرات علمائے ضلع میرٹھ و مراد آباد وغیرہ

حاجو مصیبتا و ملتاجا اہل جو حق رہے ہیں سب درست ہیں سدا آبادیہ دہلیہ

باب التسلیم ہیں سب انحراف کرنا کجروی ہے + احمد علی منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ

جناب مجیب صواب ہرچہ اور کہ وہ شہرت دعا آئندہ ہمیں مستحقست و کفایت قابل رد و قبیح +

بندہ سکین محمد ضمیمہ الدین عظیم میرٹھ سدا آبادیہ دہلیہ

جواب مستحق ہیں + یوسف علی منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ

## علمائے گلا و کھنڈ ضلع ملتان

ما قالہ المجیب للیب فہو حق و الحق احق ان یتبع

ابن سکین محی الدین احمد مستم و مدرس دہلیہ

الجواب صحیح - بندہ کریم بخش منہی منہس سدا آبادیہ دہلیہ

## مراد آباد

بندہ المجیب للیب المجیب اجاب فاجاد

فخر الدین احمد مدرس سدا آبادیہ دہلیہ

اصحاب من اجاب  
ابن ہشیم محمد حمید اللہ بیگ غفرلہ! محمود حسن السہلی مدرس ہی مجدد آباد  
الجواب صحیح

محمد و احم علیٰ عنہ (مراد آباد) مرزا فرخ بیگ مراد آبادی ہما مالہ الہدی  
و اما نحن سنزل کے بعد بدو ن اسناد کے جائز ہے۔ اور اجتماع و اہتمام ٹیک نہیں ہے۔  
محمد سدرۃ اللہ غفرلہ مدرس مد شاہی مجدد آبادی

امروہو  
رأینا التفات المرقیۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ فوجدناہا فی  
ترتیب حسن و بیان شاف و جواب حق و لایہ اعلم و علانہ  
عبد الرحمن کان اللہہ ولوالدیہ و جمیع المؤمنین مدرس اہل مدراسلایہ امر دہ  
الجواب صحیح

محمد امین الدین غفرلہ مدرس کتنا سلا بیگ رضا حسن عنی مدرس مدراسلایہ امر دہ  
الجواب صحیح  
مد شاہی  
اعلم مدرسہ اشاعت اسلام بریلی

الجواب حق۔ دین محمد عنی مدرس مدراسلایہ اشاعت علوم بریلی  
جو کہ حضرت میر تقی میر نے رقم فرمایا ہی اصل حق ہے اور حق الحق والا اتباع ہو۔ مگر کسی حدیث سے  
بہت ثابت نہیں ہے کہ بعد سنت کے نہایت اجتماعی کے ساتھ بیٹھ کر مقتدی امام کے ساتھ دلا کر لیا  
جیسا کہ بعض جلدیہ رائج ہے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے اجتناب کریں اور اس رسالہ کو  
دیکھیں بغیر قتل یا شبہ قتل کے دل کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میر تقی میر کو جزائے غیر  
مطازرے آمین +

بندہ سلطان احمد مدرس مدراسلایہ اشاعت علوم بریلی

لہذا مل مولانا المکرر لم یمن النظر فی الرسالة ولا فقد وقع التصريح فیہا بوجہ الدعاء خالی عن اللغات  
المنفعة الیہ فی صفحہ ۱۰ او کذا لم یمنع ان ان السؤال والجواب کلاهما فی بیان الاصل من الطریقین  
الواجبین ولا یقتصر علی مقالہ ولیب  
الراجح ما هو۔ والله الموفق۔ عن کفایت اللہ غفرلہ  
لہ ہے عائشہ رفر۔ کو دیکھا اور نہایت عمدہ ترتیب و بیان شافی اور جواب حق پر مشتمل پایا



کتبہ لاہور الراجی رحمۃ ربہ فی محمد عبد الغنی خانبندہ عنہما جناہ ما وصلنا فیہ تنہاء۔ مکس مدرسہ  
قد صاحبہ علیہ بندہ محمد رفیع عفی عنہ مکس مدرسہ شاہجہان (منہا شاہجہان)

الجواب صحاب  
الجواب صحیحہ والحبیب نجیحہ

بندہ محمد شرف علی عفی عنہ مکس مدرسہ شاہجہان  
سید الدین عفی عنہ شاہجہان

ضلع سہارن پور  
نیروے + عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ

مظاہر المسلم سمان پور

میں لکھی کہ سید لکھو یکساں شاہد مولانا محمد کفایت صاحب کتب صحیحہ ادبیت و جہاں پور خطہ نقلی  
دارین میں ملیح علیہ عطا فرماتے ہیں + عنایت الہی عفی عنہ ستر مدرسہ مظاہر المسلم سمان پور  
یہی اظہار کتب شاہجہان + ما بعد۔ راقم الحروف نے رسالہ نقاش الرضوی  
مکرمہ بعد المکتبہ لکھنؤ سے آخر تک پڑھا تحقیق حق سے بہرہ اور طریق مسابک تنویر کا یہ قابل اہل  
مصنف نے حدیث و فقہ و دلائل بہ لکھ لکھ مذکور کی طرح ثابت کر دیا کہ غوائس غیب کے بلحاظ  
مقتدیوں کا دانا گناہ دما کے وقت اقدس شاہ پور سے فارغ ہو کر آتوں کو مشہور پیرا کا ہے  
مگر سنہ ۱۲۰۵ کے بعد انہوں نے اہل ہندو کر کے یکے بچیت اجتماع نام و مقتدیوں کا دعا کرتا مستحق  
الجمہ فراموش فراموش جس کا دل چاہے وہ مانگے اس سے سچی نہیں ملا مصحف امارت میرا صبا  
نقیب سے اس مسئلہ کو ہی حل کر دیا کہ نہ مسئلہ کتبہ و مالک نے اللہ اپنے سنا سبیل جو دانا گناے ہاں ہے  
مگر حق اور سچ اور عدل کا خیال رکھے۔ فجزاء اللہ تعالیٰ الجزاء

کتبہ بعد النامی مشتاق احمد انیشوری عفا اللہ عنہ (قیم کچھوہ)

نہج و نصل علی لکھنؤ + بندہ نے اس سارا کو رکھا صحیح پایا۔ بندہ واحد کتبہ مدرسہ مکس مدرسہ کلید

ہم خدام مدرسہ رعایتہ رشی نے نقاش الرضوی کو تمام ہاں دیکھا۔ بہت سچی پایا +

نابکار ظہور محمد عفی عنہ مدرسہ مدرسہ رعایتہ رشی ضلع سہارن پور

ابجد محمد حسن خاں کتبہ رعایتہ رشی

الجواب صحیح محمد آسٹیل مدرسہ رعایتہ رشی

## سری ضلع حصار

لاشکون الدما بعد الغرام من المكتوبة  
 من لم یبدین وینیر من مستحب قرون  
 بلاجله ثابت بقول النبی صل علی  
 وسلم وفضل کاحقہ المحقق العلامہ  
 الغیاث صالح علیہ الصلوٰۃ تحقیقا  
 لا یکن فوقہ واما علم بالصواب +  
 اس میں شک نہیں کہ فراموش سے قانع ہونے کے  
 بعد کتابت کا عہد اتنا شاکر ہو یا بغیر اتنا  
 : دعا مقرون بالعبادت : محضت علی ہر یکو علم  
 کے قول نقل سے تابع کیلئے محقق علامہ فنا  
 صاحب سارہ ذیلے سکر اس محقق فرمایا ہے کہ  
 اس سے نہایت ممکن ہیں +

کتبہ خیر الدین احمد السہری عفی عنہ

راست ہونال

خیر الدین احمد السہری : حدیث شریف و فقہ کے موفق یہ طریقہ نا  
 لا نہیں ہے کہ نماز کے سلام کے بعد اللہ عزوجل کے کلام اللہ  
 پھر سنتوں کے لئے پڑھا ہو جائے۔ پھر سنتیں پڑھ کر موجودین مع امام و مائیں اگر لوگ ملن فیرو  
 سے قانع نہ ہوئے ہوں تو دوسرے کو اس کے ان کا انتظار کیا جائے اور پھر ساتھ کہہ کر در در سے  
 نام داما سنگسار ملک آمین کیس ۱۰۰ جن دبار و احادیث میں قرآن کے بعد امام طلوع اللہ  
 افعی السلام کے اور یہی فقہ و مائیں پڑھتا ہو خصوصاً جب کہ وہ ادیسائے بقیں البتہ  
 طویل مائیں نہ پڑھتا ہو تو اس سے وہ کیا ہوتا لازم نہیں آتی ہے جو بقول فقہاء رحمہم اللہ طویل  
 پھر اور دعاؤں کے سبب سنتوں کی تاخیر میں لازم آتی ہے۔ بلکہ یہ کہ جو بوجب عبادت ضررینہ و عبادت  
 تفسیر میں حکم شرعی کی ہے۔ فرائض کے بعد مجموعی طور پر داما ملتا افضل ہے اس لئے کہ عبادت شرعیہ  
 عبادت فنیسی کی مزید ہیں۔ سنتوں وغیرہ سے قانع ہو کر سب کے ساتھ داما ملنے میں فضیلت  
 ہے اور اس عمل کی ترقیب کی محبت کتاب میں یعنی ہر سال انسان اللہ عزوجل کی حکم الہی اللہ  
 کو ملے کیا۔ جب جانب مولیٰ کنایت اللہ غائب و صبح و ما بعد فجر فقہاء و مائیں جنون مندوباً

حق و صواب کا عالم

محمد علی - خا عینہ - مکتبہ ہونال - شہرہ ۱۳۳۲ھ

ہونال  
 مکتبہ ہونال  
 شہرہ ۱۳۳۲ھ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## الجواب

ریوازی

عزیز بہت مدد سے منہ بنی تھی عمر کتابت اسے اس وقت سولہ لڑھکی انجیم کر کے منسلک فرمایا ہے  
 لکھا ہے کہ جواب کی وضاحت جانت کی سلاست ہے مام نہیں کے زیور سے کہ سیر پرست کروا ہے  
 مترن کے مترن کو کھانا غرق سے ایسا مل کر رہا ہے کہ دوبارہ لٹ کر پھرنے یا کچھ کہنے کی ضرورت  
 باقی نہیں سن رہا تب کما قصور صلعم کے خود گہر میں اور کولے اعلاناً کا حدیث شاذہ افرغ و صلعم سے غارت  
 مفروضہ کے بعد متصل ہی مستند سے پہلے دلائل کے ساتھ استنباط طالعہ ہو صرف کی کتابت فی الحدیث  
 کی دلیل ہے۔ ان سبب سے غارت کے بعد اٹھ لٹا کر دلائل کے ساتھ کتابت کے احوال کے عزم و ہلاک  
 سے ثابت کیا ہے اس بارے میں ایک خاص قریب حدیث بھی باقی ہے جس سے مندرجہ ذیل ظاہر ہے۔

حدثني احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحق يعقوب بن خالد بن يزيد الياسي حدثنا عبد الله بن  
 ابن عبد الرحمن القرشي عن ابي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ما من  
 عبد ليظن فيه في دبر كل صلوٰة يقول اللهم صل على محمد وآل محمد ويحبهم ويحبه  
 وميكائيل واسرافيل اسئل ان تستجب دعوتي فان مضطرم تصدق في ديني فان  
 مضطرم وتناثرت برحمتك فاني مذبذب ومتنفي عن الفقر فاقض عني ما كان حقاً على الله  
 عز وجل ان لا يرد عليّ من ثمنه اخبرني جده حافظ ابو بكر في كتابه عمل اليوم والليلة  
 ملأه من الكثرة في تلك الفتنة کے جواب تحریر فرمائے میں میزان کا بعد ازل سے مدد ہے  
 کو عبد العزیز بن عبد الرحمن لادوی کے شکم فیہ ہونے کی وجہ سے ضعیف تسلیم کرتے ہیں یوں تحریر فرمایا ہے کہ  
 اثباتاً تجاویز کے ضعیف حدیث میں کافی ہوتی ہے چنانچہ اس امر میں ہمارے غرض القیدی  
 کتاب البیان میں قریب ہے والا مستحب بقیہ بالضعیف غیر الموضوع احتمال ۱۱

لیکن بینہ سکیر کا تب الحروف کے نزدیک ملحقہ صلیح کے ناس سے فرض تلاوت کے بعد منع میں کیا ہے  
 دلائل گویا طلبت است کا اہل سکرتی ہے۔ و ضعف حدیث کے غیر ضرر پہنے کی دوسری دلیل ہے  
 ملاحظہ فرمائیے حدیث مذکور کی تائید میں خدا بناب سو کائنات ملایہ قیامات کی نقل حدیث ضعیف ہے  
 الاشیاء کی موجود ہے عن ابی اسود العاصی قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم



میں نے اس سارا کو بغیر ملاحظہ کیا۔ مرفعت علامہ نے بہت ہی صحیح ائمہ شریعہ جہاں تحریر فرمایا ہو۔  
 خاکسار حمید اللہ خان غنی عنہ جبریلین الجواب صحیح محمد قاسم غنی عنہ

فدو صحابہ الجواب  
 رزہ محمد عبد الغفور زکریا  
 الجواب صحیح  
 محمد عبد الحمید غفرلہ

لقد جاد من افلاک واصناف فیما ارادہ کتبہ الراجوالیۃ ربہ کلکم بلال المدنی بغفرہ ورضوانہ

## فتویٰ مولوی احمد رضا خان صاحب دہلوی

محرم اتفاق سے ہمارے دوست خلیفہ مائتہ عبد الغنی صاحب نے اسی مسئلہ کے متعلق مولوی احمد رضا خان صاحب  
 دہلوی کا خط لکھا ہے۔ دیا جو مضمون وراثہ کی مناسبت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔  
 سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرضوں کے بعد نام ادا نہ متعذری جو مانگتے ہیں  
 یہ دماغانہ ہے یا نہیں یعنی اطراف میں امام فرض کے سلام کے بعد صرف اللہم انت السلام نہ کہ  
 کھڑا ہو جائے اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر سب ملکر دماغا مانگتے ہیں۔ مؤخر الذکر طریق جو پہلے  
 (حق) پر بہتر فرض کرتے ہیں (درا)، فرضوں کے بعد ساتھ اٹھ کر دماغا مانگنا حضرت علیؑ سے روایت ہے  
 سے ثابت نہیں (۲) فقہائے فرض کے بعد اللہم انت السلام الخ سے زیادہ تاخیر کرنے  
 کو مکروہ کہہا ہے +

سوال :- ہے کہ من و طوں طریق میں سے صحیح طریق کیا ہے۔ اور فقہ حریث کے موافق حکمت  
 نیز یہی ہر شاعر فرمایا ہے کہ کیا لوال یوشن کے بعد جماعت کا دماغا مانگنا حضرت علیؑ سے روایت ہے  
 والمستفق، خاکسار خلیفہ عبد الغنی کا رخا نعدہ و کئی محلہ روز گزشتہ ملی  
 الجواب :- فرض کے بعد ماحضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور فقہ میں اس کا  
 جواز صحیح نقطہ فرق :- ہے کہ جن فرض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد دماغا مانگنا چاہیے  
 اللہم انت السلام اس کے مثل پر انصار مناسبت ہے۔ اور اتنی تطویل کہ متعذریوں پر نہیں  
 کہی ہو چاہیے۔ تہن و تہن سب فارغ ہو کر نام کا جماعت کے ساتھ دماغا مانگنا کہیں سنتوں نہیں  
 ہوئیں :- ہیں دولت ہے کہ کچھ لوگ صرف سنتیں پڑھیں گے اور کچھ تو اہل اور چہ چہ لے لے



سن جلد فانی ہو جائیں گے جس دیر میں توجہ پچلے فانی ہو چکے۔ اُن سے پہلے سبب غلط کار کو ہر گز  
لہذا یہ طریقہ لائق ترک ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔ ان اگر مقتدی سبب ماضی ہیں انکی پشیمیل نہ تو ترجیح  
ہیں میں بھی کچھ نہیں اللہ تعالیٰ اعلم۔

فیض احمد رضا قادری حنفی مدنی مر  
مہر انظر محمد فیضی محمد مجد علی مہدی رشتہ

## فائدہ نفیسہ

سادہ کنل جو کہ چھپ سکتا کہ کتابت مکرم محترم مولوی حکیم محمد ابراہیم صاحب انڈیری خلیفہ جامع  
نگینوں کے لئے ہے اطلاع دی کہ مضمون زیر بحث کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی  
کے جس سلاخہ نوے جہاں اٹھانے میں تحریر فرمایا ہے اسے ہی رسالہ نمایاں شامل کر دیا جائے۔ جس  
میں نمایاں کے باب اذکار فضیلت میں دیکھا تو نہایت خوشی ہوئی اور خداوند کریم کے فضل و کرم  
کا شکر ادا کیا کہ حضور مجیدہ اعلیٰ حضرت شاہ صاحب نور اللہ علیہ السلام نے بھی ہی تحریر  
فرمایا ہے جو فاکس اس سالہ میں لکھ چکا تھا حضرت شاہ صاحب اعلیٰ حضرت شاہ صاحب اعلیٰ حضرت  
فاکس نقل کر چکا ہے اور جن میں علاوہ اللہ عز و جل المسکونین کے اور بھی تھے وہ  
طریق نامیں شامل ہیں جس سے فرما کر کہتے ہیں:-

(ترجمہ) اولیٰ اللہ تعالیٰ جو کہ بہن اذکار کو سن سکے  
سے پہلے لکھ کر کہیں کہ بعض اذکار میں کسی تصریح ہے  
جیسے حضرت مسلم کا یہ شاہد کہ جو شخص نماز مغرب  
اور صبح کے بعد پڑھے اور پاقول پڑھے  
پہلے یہ کہ لا الہ الا اللہ اعظم اور یہ راوی  
کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنانے  
کا سلام پیرتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے

لا ایل الا اللہ تعالیٰ بعد الاذکار قبل  
الصلوات فانه بناء من بعض الاذکار یلین  
حل الذلک لصاحبہ من قال قبل  
ان یخوض فی شئ من صلوٰۃ  
للمغرب والصبح لا الاکلا اللہ وحده  
لا شریک لہ الا وکقول الراوی کان لا  
سلم من صلوٰۃ یتقبل بعبودۃ الاصل

لا اله الا الله الى اخره وفي بعضها ما يدل  
ظاهر كقوله دبر كل صلوة اما قول  
ماثية كان اذا سلم لم يقعد الا مقدا  
ما يقول اللهم انت السميع العليم فوجها  
منها انه كان لا يقعد هيئة الصلوة  
الا هذا القول ولكنه كان يتباعد من هيئة  
او يقبل على القوم بوجه فأتى  
بلاذكارك لا يظن الظان ان الانكار  
من الصلوة ومنها انه كان حين بعد  
حين يترك الا ذكرا غير هذه الكلمات  
يعلمهم انها ليست فرضية والا صل  
في الرواتب ان يأتي بحافي بيته والسر  
في ذلك كله ان يقع الفصل بين الغرض  
والموافق بما ليس من جسم او ان يكون  
فصلا مقصدا به يدرك بابتداء الرأى  
وهو قول عمر لمن اراد ان يشفع بعد  
المكتوبة اجلس فان لم يهلك اهل  
الكسالة انه لم يكن بين صلواتهم فصل  
فقال الخيم صلوا بصلوات الله يا ابن  
الخطاب. وقوله صلوا بصلواتها في  
بيوتكم والله اعلم انتهى

حجة الله البالغة

شعبان ۱۳۳۵ هجری

لا اله الا الله الخ اور بعض اذکار میں ظاہر ہے  
دلائل سے ہے۔ قول کہ تانکے بعد یہ پڑھتے  
تھے، اور حضرت، انشاء کا یہ قول کہ بیا نصرت  
صلوہ سلام پیوستہ تو اس سے زیادہ نہیں جیسے  
کہ اللهم انت السميع العليم پڑھیں تو اس قول  
کے کئی استمال ہیں۔ اور بخدیہ ہے کہ آپ نماز کی  
ہیئت پر اس مقدار زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ  
وہ اپنے یا بائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف  
مڑ کر بیٹھتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ اذکار  
دادیہ بنی نماز میں داخل ہیں۔ اور آرا بخدیہ  
ہے کہ آپ صلوٰ اللہم انت السميع العليم کے  
اور اذکار یا حی یا قیوم پڑھتے تھے۔ چوتھے نمبر تعلیم مقصد  
تھی کہ اذکار دادیہ فرض نہیں ہیں اور سننوں میں  
اس حکم یہ ہے کہ گہروں میں ادا کی جائیں اور اس کا  
سر یہ ہے کہ فرضوں و تطہروں میں ہر طور پر فصل اور فرق  
ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو کہ اور میں  
مطلبہ حضرت عمر کے اس فرمان کا اس شخص کے جوڑ  
کے بعد سننے پر نہ پاتا تھا کہ بیٹھ جائے یا کھڑے  
پہلی آیتوں کو ایسی بات کہ ایک کہ فرائض و فرائض  
ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اے ابن خطاب اے تہیں سب طریقہ ہدایت فرمایا اور  
میں مطلبہ حضرت صلوات کے ہی اشارہ کا سننے کے لیے  
میں پڑھا کرو۔ واللہ اعلم بالصواب

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ضَمِيمَةٌ

النَّفَاسِ الْمَرْغُوبِ

فِي حُكْمِ  
الْمَعْمُورِ  
الدَّعَا بَعْدَ مَوْتِهِ

جسمین

۱۰۰۔ ایک سو سے زائد مختلف مقامات کے بڑے  
بڑے علمائے کرام کے فتاویٰ درج ہیں اور اخیر میں مفتی  
مکہ مظلہ اور قاضی القضاة مالک عربیہ حضرت عبد اللہ  
بن عبد الرحمن سراج الحنفی کا فتویٰ بھی شامل ہے

امام بیٹھ جاتا سہ ماہی دیر اور دوا و خالفت میں مشغول رہتا ہے اس کے بعد جماعت کے ساتھ ملا  
 لگتا ہے اس آئینہ دس برس کے عرصے میں بہت کاموں کا یہاں آجائے گا مگر یہ بیان تنظیم ہی  
 میں نہیں لے ہمیشہ اس طریقہ کو سنت کیونکہ ہم کو حق سبھا اور کبھی کبھار اعتراض کیا نیز بہت مسئلہ ہی  
 اس طریقہ کو سنت کیونکہ سمجھتے ہیں اور کبھی اعتراض نہیں کرتے ہیں لیکن بعض نادانوں کو  
 جہ سم کے پابند ہیں اور ہم کے کوئی میں ٹھہر جاتے ہیں وہ متویلان مسجد کو یہاں آتے ہیں کثافت  
 ثانی کا دوبارہ جب کیا جائے اور امام صاحب کو سپریمو پر کیا جائے کہ وہ کثافت ثانی اسی التزام کے  
 ساتھ پڑھیں جس طرح پہلے پڑھا جاتا تھا یہ سوال یہ ہے کہ سورت جو بعد نماز فرض متصل ایک  
 وقت دہائی جاتی ہے وہ سنت کے موافق ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۲ سن و فصل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ دہائی گننے کا ثبوت  
 حدیث دفعہ سے ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۳ سن و فصل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ کثافت شروع کرانے کیلئے  
 متویلان مسجد امام مسجد کو مجبور کر سکتے ہیں یا نہیں۔

اگر مجبور کریں تو ان کا یہ غیر شرعییت کے موافق ہی یا نہیں بیخود توجروا۔ فقط والسلام  
 شہر علی۔ الجواب (۱) بعد نماز فرض متصل ایک وقت دہائی گننا سنت کے موافق ہے۔  
 (۲) بعد سنت کے التزام مذکور کیساتھ دہائی گننا بدعت ہے حدیث دفعہ

سے ثابت نہیں ہے اور نہ ظاہر کا اسپرل ہے حرمین شریفین میں ہی اسپرل صادر نہیں ہے۔  
 (۳) امام کو متویلان مسجد کو قسب و بدعت پر مجبور کرنا ہرگز نہ چاہیے جو کثافات شرعیہ کے  
 اور امام کو اس میں اطاعت کرنا بھی نہ چاہیے کیونکہ وہ معصیت ہے اور بدعت ہے اور معصیت  
 میں اطاعت کرنا جائز نہیں ہے اور جو اشخاص اس بدعت کے محکوم کرنے میں سی فراویں گے  
 وہ مجبور ہوں گے۔ اور جو شخص کہ اس بدعت کے اجراء میں سی کرے گا وہ سنت گننا ہرگز نہ چاہیے  
 البتہ محمد شفیع عفی عنہ

مدیر مدر مولوی عبد الباقی صاحب کجھو

شہر علی۔ ۱۳۴۱ھ

سہارنپور

الجواب۔ جو طریقہ دعا کا آپ کے یہاں جامع مسجدنگون میں آٹھ دس برس سے رائج ہو گیا  
 جملہ مذہب تکبہادی ہے اور جس کو کہ جہاں دوبارہ پیر شائے کی کوشش کر رہے ہیں وہی طریقہ  
 موافق سنت ہے۔ پس سنن و نوافل کے بعد خاص باترزام و نظام مذکورہ سے دعا مانگنا چونکہ  
 احادیث سے ثابت نہیں ملے تاہم توبہ۔ علیٰ ہذا فاتحہ کا بعد فاتحہ کے ضروری تصور کے پڑھنا  
 چونکہ خلاف شرع ہے اسلئے اسپر دعا امام کو محمود نہیں کر سکتے۔ اور بصورت جبرگناہ کے ترکہ ہو  
 اسلئے اگر آپ سے اجتنب ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مرہ ضیاء احمد عفی عنہ مفتی مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارن پور۔

الجواب صحیح

الجواب صحیح

خلیل احمد عفی عنہ ! عبد اللطیف عارفہ عنہ مدرسہ نظام العلوم سہارن پور  
 کا پور (الجواب موافق للصواب) فرائض کے متصل ہی دعا مانگنا سنت کے موافق  
 ہے اس کا ثبوت احادیث شریف میں موجود ہے۔ لیکن مسجد سنن نوافل کے میں  
 التزام کے ساتھ دعا مانگنا اس کا ثبوت حدیث شریف اور فقہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے بلکہ  
 التزام بدعت ہے اسکو ترک کرنا ضروری ہے واللہ اعلم۔

مرہ ابوالقاسم محمد صدیق الدین عفی عنہ مدرسہ مفتی جامع العلوم۔ کانپور  
 الجواب صحیح و موافق للحق الصریح۔ جس بارہ میں مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مولوی  
 نے مفصل رسالہ تالیف کیا ہے جس میں کل علماء و مدرسین کے فتویٰ و دستخط نقل ہے۔

مرہ فاضل خان عارفہ عنہ مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

الجواب صحیح۔ محمد سلام عفی عنہ۔ مدرسہ جامع العلوم۔ کانپور۔

الجواب واللہ الموفق للسداد والصواب اور عدالت شرح شریف صدر ریا اسلام

جواب سوال نمبر ۱۔ جو طریقہ دعا کا اس وقت جاری ہے وہ درست و حسن ہے۔

جواب سوال نمبر ۲۔ سنن نوافل کے بعد فاتحہ طرائق التزام کے ساتھ حدیث و فقہ سے

ثابت نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

جواب۔ سوال ہم بہترین سجدہ نام کو مجبور نہیں کر سکتے مگر مجبور کریں تو فیصلہ کا  
 حکم شرع شریف ہوگا۔ وعلیہ السلام۔ اور مسئلہ کرامت کا  
 کہ قلم ہم بہتیاں کرامت ذات شرع شریف صمد یا نعم سلام تو کتب  
 خلیل الرحمن عنہ عنہ محمد حسین علی عنہ خادم شریف احمد جتوئی عنہ  
 ابھیر شریف

الجواب (۱) ہذا فرض دعا اکتفا سنون طریقہ ہے۔ عن عائشہ رکان  
 رسول اللہ اذا سلم لا یقلد الا مقعدا روا یقول اللهم انت السلام ومنک السلام  
 تبارکت یا ذا الجلال والا کرام اس کے علاوہ اور بھی دعائیں کتبہ مادیہ منقول ہیں  
 (۲) سنن ترمذی کے بقول التزام مذکور کیا تہنات کے واسطے کرام کو مجبور کرنا اصول شرع کے خلاف  
 جیسا کہ حضور جلیلین صلوٰۃ علیہما وسلم کی حدیث معلوم ہوتا ہے لا یجعل احد الشیطان شیئا من صلاتنا  
 یرون حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ قال الطیبی فیہ ان من امر علی امر  
 مندوب علی عز وکرامت علی بالخریۃ فقد اصحاب الشیطان من لا یصلوا  
 (۳) سنن ترمذی کے بقول خاص التزام مذکور کے ساتھ مانتے کا ثبوت حدیث  
 فقہ سے نہیں دیکھی صحت صاحبین سے منقول ہے ان فرض نماز کا اکتفا اولیٰ و بہتر ہے  
 قال القس صلی اللہ علیہ وسلم الدوام من العبادۃ قال وکذا دھول و جلیس  
 ابراہیم الفضل البیاض بحیۃ اللہ من الدائم والارحام صمد  
 جمیع العلماء صلوات اللہ علیہم دارالعلوم حنفیہ صوفیہ  
 (۴) بنیالعلوم خلافت اجماع المقدون

شہر سرگودھا

الحاجہ اطمینان علیٰ الصواب (نمبر ۱) سنت طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز فرض سے  
 کھڑے ہو جائیں اور میں سر پہنچتے آتا ہے چنانچہ ہمارے ملک و نواح میں اس کے  
 خلاف تین سو تین نوازل کے بعد سب کامل کر دیا گیا یا اس دوسری ما کے انتظار میں بیٹھ  
 رہنا کوئی باتا ہی نہیں حالانکہ گھانا صمد باطل اس نواح میں ہو سکے اس میں شک ہے

کہا کہ تعلیم و بکثرت سے ہندوستان کے تمام گوشے علم سے معمور ہوئے اور ادب ہی صد اعلیٰ  
 مائیں شریعت موجد ہیں۔ مگر کوئی ہی اس طریقہ کو جو کہ بعض شہروں میں رائج ہو گیا کہ بعد  
 ملن و گمان شتر کا دمانا لگتے ہیں نہیں جانتا۔ اور نہ اسکو پسند کرتا ہے +  
 نمبر ۲۔ سنن و کوفی کے بعض اس التزام مذکور کے ساتھ مشترکہ دمانا لگنا حدیث و فقہ  
 یکساں ثابت نہیں۔

نمبر ۳۔ چونکہ بے غیبت ہے اہل متولیان مسجد کا امام کو سپر مجبور کرنا خلاف  
 فریضہ ہے و شام۔ عاشق الہی معنی غنہ و سہ لٹی

الجواب متولیان مسجد امام مسجد کو اس التزام مذکور و بعد پر مجبور نہیں کر سکتے  
 یہ پیر شریعت میں ثابت نہیں۔ اس التزام کے ساتھ دمانا لگنے کا ثبوت

صہیفہ ملا میں کیا اہم نہیں ہے نفس دمانا شروع الگ جنہن بلکہ بعض اوقات اس سے  
 ہی ملتی ہے فرض کے بعد قبولیت کی گائیں حدیث فریضہ میں ملتی ہیں۔ اور ہاتھ  
 اٹھانا آداب دعا ہے۔ هذا والله ملو و ملو الحمد للہ

نور احمد امروہی معنی غنہ

باب دھک صورت مذکورہ میں جیسے منع ہے۔

محمد حسین معنی غنہ مدس سہ لقمہ انیدہ امروہی

الجواب۔ جو طریقہ فی الحال نام صاحب ایک فقہ ہادی کو کہا ہے: مطلق  
 سنہ ۱۰۰۰ مطلق علی سلت و خلعت ہے دوبارہ الفاظ کہہ کر التزام دمانا  
 لگانا موجب چند غرایبوں کا ہے جبکہ طار نے بیان فرمایا ہے۔ پس باب پر اس طریقہ سے  
 کو ہادی کرنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت معروفہ ہے۔ فقط

(۲) اس التزام کے ساتھ جیسا کہ درج ہے کچھ ثبوت نہیں ہے فقط

(۳) متولیان کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ اور امام صاحب کو اس طریقہ پر مجبور نہ کرنا

چاہیے فقط و اللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن معنی غنہ مدس سہ لقمہ انیدہ امروہی





الحق ما احتقنا فضل الجيب وصلى الدين مدرس سرمد مایہ کلکتہ

اصحاب من اجاب الجواب حق والحق اختار الخیر منهم  
ما جملی بعدہ بن سرمد مایہ کلکتہ عیدہ محمدی عنہ مدرس سرمد مایہ کلکتہ

**شاہجہاں پور**

الجواب۔ (۱) فرض نماز کے بعد متصل ہی دلائل گناہا وادب سے ثابت ہے ابو داؤد وشریعہ میں ہے ان التبی صلی اللہ علیہ وسلم کان

الاسلم لای من الصلوۃ المكتوبة عون المعبود قال اللہ عز وجل انت السکام و  
انت السکام انت لیکن اجتماعی حیثیت دلائل گناہا وادب کے اور مقتدی آمین کہیں کسی  
حدیث سے صراحتاً ثابت نہیں ہے مگر بدعت ہی نہیں کیونکہ جب فرض نماز کے بعد ہی  
دلائل گناہا ثابت ہوا اور جماعت کے فائز ہوئے تو اجتماعی حیثیت خود بخود پیدا ہو گئی۔ اس  
لہذا نفل و سنن کے بعد جماعت نہ ہونے کی وجہ سے دلائل گناہا وادب اجتماعی حیثیت نہیں پیدا ہو سکتی  
اور ہا تھا اگر فرض نماز کے بعد ہی دلائل گناہا ثابت ہے انہ قال ما من عبد  
اسط کفہ فی دبر کل صلوۃ شر یقول اللہ عز وجل رحل بالیوم واللیلۃ  
لما فظاہی بکرا احمد بن محمد بن اسحاق بن سنی

الفرض فرضوں کے بعد متصل ہی اجتماعی حیثیت ہا تھا اگر دلائل گناہا کا اشارہ ثبوت  
ہے۔ لیکن نوافل و سنن کے بعد اجتماعی حیثیت سے دلائل گناہا ثابت نہیں۔ اگر کراہت طاعتی  
سے خالی ہو تو فی نفسہ سباح ہے۔ نفسہ ایسی حیثیت دلائل گناہا تو بہتر ہے۔

(۲) ثابت نہیں ہے بلکہ صریح مسئلہ میں ناجائز اور بدعت ہے اس قدر لہذا  
لہذا جاریت تو مستحب ہی کردہ ہو جائے کبیر۔

(۳) ہرگز مجبور نہیں کر سکتے۔ من امر علی امر مندوب وجعلہ عن ما  
ولہ بعمل بالخصۃ فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال الخ (طیبی)  
بہر حال صریح مسئلہ میں نفل و نوافل کے بعد اجتماعی حیثیت دلائل گناہا وادب پر امر کرنا اور تارک  
پر بر کرنا بدعت سینا اور ناجائز ہے۔ واللہ اعلم۔

عمر محمد عبد الغنی غفرلہ مدرس سرمد عربیہ عین الہم شاہجہاں پور۔



فریہد مگہ ما شد علم و سکا حکم۔

حر و البید الفقیر لا ینیم المنیب الی الدہ الحکیم و مولانا الخلیف  
خادم العلماء والفہراء ابو حامد محمد بن عبد الجلیل  
الا نصیر الخفی القادر النظامی تجاوز لہ عن میاتہ وضاعت  
لہ فی حسناتہ بلطفہ السلام ۱۱۳۲۱

**لکھنؤ** الجواب (۱) سنت کے موافق ہے۔

(۲) پنج آق سنت و نوافل کے بعد تمام صلیوں کے ساتھ دانا لکھنے کا ثبوت نہیں  
کلاسدہم کے ساتھ جس کے جب سے پہلے لوگوں کا سرچ ہوا اور قلب کہ رہنہ موم ہے۔  
(۳) قبیل مذموم ہے تو مسجد میں کر سکتے ہیں۔ اگر مسجد کریں شریعت کے خلاف  
ہے لکھ دانا سلام ستر ایدہ اضعیف محمد ضمیر الدین النعمانی اعظم لکھنؤ  
من مسجد عالیہ فرقانیہ لکھنؤ۔ ۲۱۔ دیچہ شریف

بہا سکی ہے۔ میں بھی اس جواسہ کا موافق ہوں۔ جواب صحیح ہے  
سید علی بن محمد علی محمد عبد المنان لکھنؤ فضل الرحمن مدنی لکھنؤ  
عالیہ لکھنؤ عالیہ لکھنؤ عالیہ لکھنؤ عالیہ لکھنؤ  
**جواب (۱)** بدعا از قرع متصل سلام پیرے کے بعد ہر ایک وقت دانا لکھی  
جاتی ہے یہ سنت کی موافق ہے اور میں حدیث سے ثابت ہے۔

(۲) سنن نوافل کے بعد خاص التزام مذکور فی سوال کے ساتھ دانا لکھنے کا ثبوت  
صحیح الحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہ قرون ثلثہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کے وقت  
بہا سلام تھا۔

(۳) امن و طواف کے بعد التزام مذکور کے پابندی کے لئے فاتحہ شروع کرنا تنویان  
مسجد کو جائز نہیں ہے کہ وہ امام مسجد کو اس التزام پر مجبور کریں۔ اور اگر وہ مجبور کریں گے  
تو ان کا یہ شریعت کے خلاف ہوگا۔ دانا علم بالصواب  
حررہ۔ عبد الحق عفا اللہ عنہ۔ ۲۰۔ صفر ۱۲۹۹ھ

# بھوپال

الجواب اللہ ہمارے الی صوبہ الصواب) بعد فراغ نماز فرض دما لگنا اور سن  
سنت اور طریقہ مسلمانیت مرحومہ کا ہے۔ اور بعد فراغ از سن و لواقل و بار

۱۔ التزام کرنا کہ الفاظ کہہ کر پلٹنا اذنی سے دما لگنا اور سب مقتدیوں کا امن کہنا یہ التزام لایا  
احکام شریعہ میں وہ نہیں بلکہ وہ ہے۔ بخبر حدیث نبوی من احدث فی امرنا هذا  
مالیس منه فهو کاذب واللہ اعلم۔ فقط مورخہ ۶۲۔ ربيع الاول ۱۳۱۶ھ

عبد الہادی خاں۔ مفتی ریاست بھوپال۔ ۱۲۔ نومبر ۱۹۰۲ء

الجواب۔ جواب نمبر (۱) اس وقت جنما بعد نماز سن  
کے امیر منسل ہی لگی جاتی ہے وہ طریقہ مسلمان کے مطابق ہے۔

جواب نمبر (۲) سن و لواقل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ دما لگنے کا ثبوت  
کبھی متبادل کتاب ثابت نہیں ہوتا ہے

جواب نمبر (۳) جب التزام مذکور مخصوص کا ثبوت ہی نہیں ہو سکتا تو پھر  
جبر کرنا کیونکہ درست ہو سکتا ہے اسلئے مصلیوں اور مجریں کے لیے لائق ہے کہ جناب ام  
صاحب کو دما کے مذکورہ التزام مانگنے پر مجبور نہ کریں۔ کیونکہ احادیث فی الدین ہر گاہ اور احادیث  
فی الدین ناجائزہ کسی امر ناجائز پر مجبور کرنا ہی ناجائز۔ فاتبعوا ما تبیین من الرشید لا تتبعوا  
السبل واللہ اعلم بالمخفی والمذکور۔ لانه بیدار ازمۃ الامم۔

حدیث ابو حنیفہ محمد رضا الدین عظیم آبادی

مکتبہ عربیہ وقت لکھنؤ مغربی مدورہ

الجواب صحیح محمد ابراہیم مدرس دل مدرس عربیہ سرسے میر شریف۔

الجواب واللہ الموفق لا ھذا۔ (۱) بعد نماز فرض کے بعد دما  
لگی جاتی ہے کہ سنت کے موافق ہے۔

منگو

(۲) سن و لواقل کے بعد جس خاص التزام کے ساتھ جو مستقار میں مذکور ہے دما مانگنے  
کا ثبوت حدیث دفعہ سے نہیں ہے۔

(۳) سن و لواقل کے بعد خاص التزام کے ساتھ فاتحہ شروع کرانے کے لیے مترواق

ماہم ہجو مجید نہیں کہتے اور اگر مجھ کریں تو ان کا یہ میر شریعت کے موافق نہیں نقد و تسلیم  
 کہ کتابت جہاد اللہ محمد عبد الباقی عفاہ اللہ۔

۱۰۰ الاحیاء کلہا صحیحہ محمد علی - تادی لفتش بندی۔

الجواب - زمین نماز کے بعد و ماکونے کے سوا دوسری و مابو سوال میں صحیح ہے  
 کتاب حدیث یا لفتہ میں نظر سے نہیں گزری۔ بظاہر بدعت ہے اور اس

**بکرم**

مردہ مذکور ہے۔ نقد

لقیر محمد حمل کان اللہ لہ + بقلم آل محمد بکرامی

۱۱ الجواب - سوائے فجر عصر کے اور فرضوں کے بعد اللہم انت اللہ

ومنک السلام والیک یرجم السلام نبارکت بنا و تعالیت

یا اللہ الحمد والاکرام اتنا ثابت ہے اور فاتحہ ثانیہ التزام مذکور کے ساتھ بدعت ہے  
 اس کے انتخاب واجب ہے +

**کمالی**

(۱۲) نہیں ہے بلکہ التزام مذکور کے ساتھ بدعت ہے ناجائز ہے۔

(۱۳) نہیں کر سکتے بدعت پر مجبور کرنا حرام ہے۔ یہ اجازت پہلے احکام شرع

کے ہیں، اجازت بدعت پہلے شریعت کے موافق نہیں۔ اور یہ اجازت ناجائز ہے +

حمد محمد الرحمان غنی عنہ نائب مد ظلالت کمیٹی۔

مدد عبیت علماء و مدد مدرس کتب عربیہ (فول کمالی)

الجواب - قال العلامة المحدث علی بن ابی طالب فی حجة اللہ علیہ

بعد ختم الاحادیث الواردة فی الدعاء بعد انکسوبة نصیحة

**تھانہ بھون**

ولاول ان یأتی بلا ذکر قبل الرواتب فانه جاء فی بعض الاثار ما یدل علی

ذلك نصاً کقول من قال قبل ان ینصرف ویشی رجله من صلوة المغرب

والصیحة لا اله الا الله وحده لا شریک له الخ وقول الراوی کان اذا سلم من صلوة

بقول بسم الله الرحمن الرحيم الخ وفي بعضها ما یدل ظاهراً کقول له

ویرکل صلوة ام کن انی النفاة المرغوبة صفحہ ۵۲ وفيه ایضاً صفحہ ۵۱

قال في حرمته الاسلام ويقتضيه اي المصل الدعاء بعد المكتوبة او في حقايق  
الجنان قوله بعد المكتوبة اي قبل السنة او طريقه صلواته حسب تشرع  
فقطا فيسره يسيء كمن نارون کے بعد تہیں ہیں ایسے فرض کا سلام پیرتے ہی تشر  
و مار کے متن ردا تب میں مشغول ہو جائیں۔ اور سنتیں پڑھنے کے بعد ہر شخص اپنے اپنے  
کام میں لگے۔ اور جن فرضوں کے بعد تہیں نہیں ہیں ان میں سلام پیر کر نام و انہیں ان میں تک  
کو طرف ہو کر اٹھ کر اٹھ پڑے پرب ناری و کاریں اور جو صوفی فاضل ثانیہ کی سوال میں  
مذکور ہے یہ ہر صوفی اس کی کہہ اہل نہیں بالخصوص التروم اور اصول کی وجہ سے بدعت  
میں داخل ہے۔ قال في السعاية فيه ان من اصل امر مندوب وجلاء عزنا  
ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف بمن امر  
على بدعة او منكر كن في النفاث للزغوية ص ۳۵

پس ترویجی مسجد کو اس طریقہ بدعت پر مرکز مقرر کرنا جائز نہیں اور جبرائیل غلاف  
شرعیست و شاعت بدعت ہے۔ جس کا فاضل غریب و بدعت کے متعلق حکم غلط  
روایت علم ۶۱۔ ای بحجہ ۱۳۲ م

حرق۔ ظفر احمد حفا غنلا۔ ارتقاء بھون نا قاتہ امداد

**گلاٹھی** الجواب۔ قال الله تبارك وتعالى قل ان كنتم تحبون الله فليطاعوا  
يحبكم الله وقوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم وانكروا وصاياي  
عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام وديننا وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وسنت الخلفاء الراشدين المحدثين۔ ان نصوص سے ہر امر میں جائز و ناجائز  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع و پیروی ہر مسلمان کے  
اور لازم اور واجب معلوم ہوتی ہے۔ اور نیز امر ہی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دین کامل  
کر دیا گیا۔ اور کوئی امر دین کا جس کا اظہار ضروری ہو اٹھا نہیں رکھا گیا۔ منجملہ ان کے رہا ہیں  
ہے کتب امدیث کی تتبع و مطالعہ سے یہ امر خوب ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین کا طریقہ و باب ما

یہی رہا ہے کہ جن فرائض کے بعد سنت نہیں ہیں ان کے بعد نہ نماز کسی مقدار اور کسی کسی قسم کی دعا مانگی جاوے اور جن سنت فرائض کے بعد ملن و فوافل نہیں ہے عصر و فجر ان کے بعد اور نماز پڑھ کر گریل و مانگی جاوے۔ اور بچہ سنن و فوافل پر سب کا مجتمع ہو کر دعا مانگنا طریقہ سلف صالحین کا نہیں ہے بلکہ ان سنن و فوافل کے واسطے ارشاد نبوی گریل اور مکالمون پڑھنے کا ہے۔ پس جبکہ فرائض پڑھ کر سنن اپنے اپنے گہر و پیر و فکر پر پہنچتے تو سنن کے بعد پر سب کا مجتمع ہو کر دعا مانگنا کہاں سے ثابت ہو گا۔ لہذا یہ طریقہ محدث اور بدعت ہو گا جس کا ترک واجب۔ بوجہ فرائض من احداث فی امرنا هذا لیس منہ فہو رد اور اس طریقہ محدث کا جاری کرنے والا مبتدع اور مردود۔ اس طریقہ کو رد کرنا اور رد کرنا ہر مسلمان کے ذمہ واجب۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لے من دای منکر منکر اقلیہ بینہ وان لو یستطعم قبلہ انہ وان لو یستطعم قبلہ وذلک لضعف الايمان والیس وراء ذلک حاجة خردل من ایمان اور ایسے امور سیر محدث ہیں امام کے اور کسی کی اطاعت واجب نہیں الاطاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق بلکہ طریقہ منقطع پر عمل کرنا چاہیے جسکی ہر کچھ ٹھیک نہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من تسک استغنى عند فساد امتی قلہ اجر مائتہ شہید۔ فقہ حنفی محی الدین احمد یعنی عند مدرس مکہ مدنیہ

اسلامیہ کلاؤٹھی ضلع بلند شہر

الحی اب صحیح	هذا الجواب صحیح
احمد قلم خود	مختار بادشاہ بشیر احمد غفرلہ مدرس مدرسہ
مدرس مدرسہ کلاؤٹھی	شیخ عالم تعبہ کلاؤٹھی ضلع بلند شہر

الجواب (۱) سنت کے موافق ہے۔

**دیکھئے کہ** (۲) ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارات میں ظاہر ہوتا ہے۔ من اصبر علی امر مندوب وجعلہ عزماً و لم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصبر علی بدعت

اور منکر۔ ملا علی قاری۔ فی الثانی وسجدۃ الشکر مستحیة بہ یعنی  
 لکنہا نکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مبلک  
 یؤدی الیہ فمکروہ الظاہر انہا محرمۃ لانہ یدخل فی الدین ما لیس  
 منہ طحاوی۔

(۳) ہرگز مجبور نہیں کر سکتے باطل موافق شریعت نہیں اس اگر امام پر جبر کر دیا  
 کہ لادیم ہے نہ مانے۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ واللہ اعلم بالصواب  
 احقر۔ عجب الخفیظ مفقود منہ امدادیہ۔ درجہ۔  
 احقر۔ عجب الرحیم مدرس مدرسہ امدادیہ۔ درجہ۔  
 الجیب مصیب۔ بندہ شفیع الدین یعنی عنہ مدرس مدرسہ امدادیہ۔ درجہ۔  
 احقر۔ محمد الیوب۔ غفر اللہ الذنوب مدرس مدرسہ امدادیہ۔ درجہ۔ تارخہ ۲۳  
 الجواب (۱) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت کے موافق ہے۔ اور آثار  
 سے ثابت ہے۔

رحمتک

(۲) انرا فرض کے بعد خاص التزام کے ساتھ قائم و دعا مانگنے کے لیے متویض ہو  
 مجبور نہیں کر سکتے۔ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ جبر شرع کے موافق نہیں ہے فقہ  
 کتبہ فقیر محمد عبدالقواب۔ مدرس عربی۔ گورنٹ الی اسکول (رحمتک)

الجواب صحیح

الجواب صحیح

محمد امین تعلیم خود۔ مدرسہ اول مدرسہ

محمد عبدالسلام غفرلہ

تعلیم الاسلام محلہ کرٹ چٹیاں (رحمتک)

محلہ قلم رحمتک

جواب اول۔ بعد نماز فرض دعا مانگنا تنہا کتبہ ہادیث

دفتر سے اس کا ثبوت ہے۔ اگلے زمانہ سے لیکر فقہاء و علماء کا تکرار

ہاشم زاری

علیہ السلام۔ فی مشکوٰۃ عن ثویان بن ثعلبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۵۱ الصلوات من صلوٰۃ استغفر اللہ ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنک

السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام۔ رہاہ مسلمہ



(۱۲) جواب سوم سنن و فرائض کے بعد کسی خاص طریقہ سے دعا کرنا ثبوت حدیث و سنت سے نہیں۔ اور قرونِ ثلثہ میں اس کا رواج نہ تھا۔ بلکہ جو جو وقت فارغ ہوتا اگرچہ نامہ تا قیام ہائے سلام کو ساتھ دیا میں شریک ہونے کا احتیاط کرتے ہیں و فرائض پڑھ کر امام کے ساتھ دعا میں شریک ہونے کے لئے بیٹھ رہنا اور اس کو ضرور کھینچنا اور اس پر التزام کرنا اور امام کو اگر کسی وقت اللہ نے سنن میں دیر لگا دے تو اس پر اعتراض کرنا سب یہود و اہل کفر اہل ہے۔ اور یہاں تک کہ استیجاب التزام اور اہل کی وجہ سے بدعت اور مذکورہ بنجائے میں کسی شکوکہ بھی نہیں من اصول امر مندوب و حملہ حرام و لم یصل بالرخصة فقد اصابته الشیطان من الاضلال صاحب مجمع تحریر فرماتے ہیں ان المندوب ینقلب مکروہاً اذا خیف ان یرفع عن رقبته تنقیح فتاویٰ مادیہ میں ہے کل مباح فی دینی لہ اعتباراً بحال سنیۃ امر او وجوبہ فهو مکروہ الخاصل۔ سوال ۱۰ میں جو خاص طرح سنن و فرائض کے بعد دعا مانگنے کا ذکر ہے بدعت ہے شارع علیہ السلام اس کا ثبوت نہیں اس کا اہتمام کرنا منکرات ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایا کمر و محدثات الامم فان کل محدثۃ بدعة و کل بدعة ضلالة۔

(۱۳) جواب چہم سنن و فرائض کے بعد اسی خاص طریقہ سے جو سوال میں ذکر ہے فاتحہ شروع کرنے کے لئے متویان مسجد امام کو مجبور کرنا ہرگز جائز نہیں اور نہ امام کو کرنا جائز ہے نہ جبراً نہ اختیاماً اور اگر مجبور کریں تو جبر شریعت کے ہرگز موافق نہیں۔ اور اس قسم کی فرائض قبول کرنا امام کے فرائض امامت میں ہے نہیں ہے۔ فقہ حنفی المعاصی الزجی راجعہ ربہ الحق محمد فیض اللہ عنہ

الجواب صحیح جواب درست

سید احمد عفی عنہ بخش درجہ حدیث حبیب الہم بتم در سنن الاسلام ماثر لدی

جواب صحیح الجواب صحیح جواب درست

محمد زاکر عفی عنہ مدرس ہندہ مقبول احمد عفی عنہ عبد الجلیل عفی عنہ مدرس

مدین الاسلام ماثر لدی مدرسہ میر اسلام جالنگا مدرسہ ہندو

الجواب صحیح الجواب صحیح الجواب صحیح  
 بندہ محمد افاض الدین بندہ ضمیر الدین احمد احقر وصی الرحمان  
 عفی عنہ عفی عنہ عفی عنہ

## ڈاکھیل ضلع سورت

الجواب (۱) بعد نماز فرض: صل سلام کے بعد جو دعا  
 مانگی جاتی ہے وہ سنت کے موافق ہے۔ تردی شریعت

میں ہر اہل دعا کا یہ دعا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ  
 سلم شریعت ابو داؤد و ترمذی میں ہے عن المغنی بن شعبہ قال ان رسول اللہ اذا فرغ من الصلوة  
 وسلم قال لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک و لا الحمد و هو علی کل شیء قدی  
 اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا یبقی ذال الجدل منک الجدل  
 ابو داؤد میں و عن حل رحمہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الصلوات  
 قال اللہم اعطہ ما اقدمت وما اخرت وما امرت وما اعطت وما امرت  
 وما انت اعلم بہ منی انت المقدم والمؤخر لا الہ الا انت و عن خوین  
 ان النبی کان اذا اراد ان ینصرف من صلوۃ استغفر فقلت مرات شر  
 قال اللہم انت السلام ما

(۴) اس طرح لو اقل کے بعد التزام مذکور کے ساتھ دعا مانگنے کا ثبوت حدیث و فقہ سے  
 نہیں ہے اور فاتحہ کا التزام بھی ثابت نہیں بعض ایک رسم ہے۔ یہ طریقہ نہ قرآن و احادیث  
 سے ثابت ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل ہے نہ صحابہ رضہ اجمعین کا نہ تابعین و تبع تابعین  
 کا نہ ائمہ مجتہدین کا یہ فعل ہے بعض ایک رسم ہے بلکہ بدعت ہے اس طریقہ کو ترک کرنا لازم ہے  
 فی الواقعات قراۃ الفاتحۃ بعد المكتوبۃ لاجل المهمات و غیرہا مکروہہ  
 لانہا بدعة لم ینقل عن الصحابة رضہ و التابعین رضہ و تادی ما لکیرہ میں یہ ما یفعل  
 حقیب الصلوات مکروہہ لان الجحالی یعتقد و نہ سنة او واجبة الخ منہ  
 نوافل کے بعد خاص التزام کے ساتھ فاتحہ شروع کرانے کے لئے متویان بعد امام مسجد کو ہرگز  
 ہرگز مجبور نہیں کر سکتے۔ اگر وہ مجبور کریں تو امام کو لازم ہے کہ ان کا مقدمہ ہرگز نہ بنے

اللہ کا وہ میرا دوست ہے اور ایک بدعت کے جس نے آپؐ نے کہا کہ قال النبیؐ لا طاعة لمخلوق  
فی معصیة الخالق قال النبیؐ من ترک سنتی لعین شفاعتی عندی  
حدیث و ما لہ احقر

سید احمد غفرلہ سورۃ سید لکی سابق مفتی سورتی جامع مسجد ننگو  
 انور اب حمیم حذا هو اتحق عندے جواب سطور بالا درست  
 محمد امین غفرلہ مدینہ شفا اللہ محمد صدیق بدودی احقر الزمان محمد عبد اللہ علی  
 علیہ السلام الدین کائنات و لوالہ کتب شدہ بر صوفی محمدی غفرلہ الرحمن الغفری کتب شدہ بر صوفی

**لائقہ پر**  
الجواب (۱) فراموشی کے متصل جو دماغی باقی ہے اس کا حکم احادیث میں ہے۔ اور یہی دعا سجاہ اور اقرب الی الاجاہت ہے اور طریقہ سنت ہے۔  
ہاتھ احادیث صریحہ صیغہ سے ظاہر ہے۔ اور ماہرین احادیث پر پوشیدہ نہیں عن ثوبان  
ابن النبیؑ کان اذا اراد ان ینصرف عن صلوٰتہ استغفر ثلث مرات ثم قال  
اللهم انت السلام ومنک السلام الخردا ابوداؤد فی مسنده ای الدہاء اسم  
فقال رسول اللہ ص جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات آم سرفاہ  
الترمذی فی جامعہ عن معاذ بن جبل ان النبی ص قال یا معاذانی واللہ  
اسحک فلا تدم دبر کل صلوٰۃ ان تقول اللهم اعنی علی ذکرک وشکرك  
و حسن عبادتک ابوداؤد والنسائی۔ غرض بہت سی حدیثیں ہیں جس سے یہ  
موسمہ شن کی طرح ثابت ہے کہ دماغ فراموشی کے بعد ہو جا قرب الی الاجاہت اور  
قبول اور طریقہ رسول ہے +

(۲) خاص التزام اور کیفیت حیثیت مروجہ کے ساتھ سنن و لوافل کے بعد ماما بھنے کا جو کتب حدیث و فقہ میں نہیں بلکہ اس جیسی صورتوں پر فقہاء کلام نے بدعت سمجھنے کا حکم لگایا ہے کسی ماہر میل یا محقق پر واجب التزام کیا جائے اور اس کے تاک پر عنت و لعنت کی جائے۔ اور اس کا فرائض سے یہی مرتبہ عملاً قولاً اعتقاداً و عملیاً دیا جائے تو وہ مکروہ اور بدعت ہو جائے چنانچہ ماہر فقہ پر پوشیدہ نہیں۔

(۱) جب یہ ثابت ہے کہ مذکور التزام کے ساتھ اور ہیئت مردہ فائزہ مذکورہ کا ثبوت وجود نہیں۔ تو پھر ایک غیر مشروع امر کے واسطے امام کو مجبور کرنے کی شریعت کیونکر اجازت دے گی امام خود مختار ہوتا ہے ممانعت کا اسکو اختیار ہوتا ہے جب وہ فرائض کے بعد و ما کر چکا ہو کہ اگر نماز کے بعد بھی ضرور و ما کر فایک امر مباح کو واجب کر دینا ہے۔ جو احادیث لہ الدین ہے قال اللہ تعالیٰ امر لہم شرکاء و ضرعوا لہم من الدین مالہم یاذن بہ اللہ الایہ۔ متولیان مسجد کو تمام مسجد میں دخل ضرور ہے لیکن نماز روزہ احکام شرعیہ کی اصلاح اور انکی قطع و بید میں دخل نہیں ہے۔ انکو علماء دین پر چوڑا پانی ہے۔ جس طرح علماء حق فرائض اس پر عمل کرنا ضروری ہے و اللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد مہدی حسن غفرلہ ۲۸۔ دسمبر ۱۳۲۷ء رانڈیر۔ منیع سورت

الجواب صحیح

الجواب صحیح

ایم۔ سیم عفی عنہ

محمد حسین رانڈیری

**رانڈیر ضلع سورت** | الجواب۔ احادیث و فقہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرون گشتہ میں و ما کا یہ طریقہ تھا کہ سنیتیں پڑھ کر ماری عجات

و ما کا تھی جو اور جب اس پر قیود اور بڑے جاویں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک انتظار کرے اور پھر فائزہ بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس کا طریقہ جدید و محدث ہوتا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے پھر اس پر اگر اس التزام کا لحاظ ہی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ و ما کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو کلامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر مباح یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناز سے فارغ ہونے کے بعد و احنی اور بانیں دونوں بانوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کہیں و احنی طرف کہیں بانیں طرف حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو فرما دیا سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا دیا۔ دیکھو سیدھی طرف مڑنا خود

آخر حال الطہیۃ وسلم سے ثابت ہے؛ اور جو اس کے اسکو ضروری سمجھنے کو حضرت عبداللہ  
 بن مسعود رضی اللہ عنہما کا حدیث فرماتے ہیں۔ یہی نے حاشیہ شکوۃ میں اسی حدیث پر لکھا ہے  
 لیکن من امر علی امہندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه  
 الشیطان من الاضلال فکیف من امر علی بدعة او منکر یعنی جبکہ ان امور  
 میں جماعت استنباطاً ثابت ہیں التزام کرتا اور ضروری سمجھنا ان امور کو ناجائز اور عبت  
 بنا دیتا ہے۔ تو جن کا ثبوت بھی نہوان کا التزام اور سوار اعلیٰ درجہ کی بدعت ہوگی اور  
 اس طریقہ دعا کا حدیث وقفہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے من ادعیٰ فعلیہ البیان  
 بلکہ امارت میں عدم کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے برصہ اس کے کہ ابو داؤد اور  
 ترمذی میں بخیر بن شعبہ سے روایت ہے قال انه علیه السلام لا یصل الامام  
 فی الموضع الذی یصل فیہ حتی یقول اویذہب الی بیتہ فیتطوع ثم ای  
 هنالہ یعنی فی بیتہ لانہ علیہ السلام انما کان یصل السنن فی بیتہ فی  
 صحیح مسلم وغیرہ مثل عائشة رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من  
 التطوع فقالت کان یصل فی بیتی قبل الظہر اربعاً ثم یخرج فیصل بالناس  
 ثم یدخل فیصل یرکعتین الحدیث والاخبار فی ان الا فضل فی التطوع ان  
 یصل فی البیت کثیرہ جداً لکن هذا اذا علم انہ لا یشغلہ شأن قال  
 فی الخلاصة الرجل اذا کان یصل المغرب فی المسجد فادان یصل  
 رکعتین بعد ان خاف لو رجع الی بیتہ لشغلہ شئی یا قی بما فی المسجد  
 واما ان یجتمعت صلوٰۃ فی المنزل وکذا فی سائر المسکن فانه لو صل  
 الاربع قبل الجمعة فی البیت وصل الجمعة فی الجامع یکون سنة کبیر شرح  
 منیۃ المملیٰ ودرشان منہ ۳۹۲۔ جلد اول میں ہے کہ ان الحسن من ذالت کلمہ  
 تطوعہ فی منزله لما فی سنن ابوداؤد ویا سناد صحیح صلوٰۃ المراء فی بیتہ افضل  
 من صلوٰۃ فی مسجد ہے هذا الا المکتوبۃ والا الترادیہ۔ اس سے مسلم ہوتا ہے  
 کہ سنن ووافل گہریں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے۔ اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد والی سنتیں ہیں گہریں تشریف لیا کر پڑھتے تھے  
 اور یکے بعد دیگرے صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہر عمل تھا اور صحابہ کرام کو بھی آپ نے یہ فرمایا اور تعلیم کردی تھی  
 کہ سنن و فاضل گہریں پڑھنا افضل ہے تو ظاہر ہے کہ صحابہ کرام بھی سنتیں نکلیں اپنے گہروں میں  
 جا کر پڑھتے ہوں گے۔ اور شافعیانہ کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا ہو گا۔ اور پھر کسی حدیث سے  
 ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہریں سنتیں پڑھ کر نماز کے لیے مسجد میں دوبارہ آکر  
 جمع ہوتے ہوں۔ اور ظاہر نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے کو حرج عظیم اور مشکل سمجھتی ہے ہر حال  
 بسبب ایتھل سے صراحتاً اور اشارتاً یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں  
 مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے اور دعا گوئے کا جو دعویٰ  
 کہنا کا ثبوت اس کے ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض کے بعد اللہم انت  
 السلام الخ یا اس کے سوا اور دعا بھی مانگتے تھے جیسا کہ مسلم اور ترمذی میں روایت ہے  
 عن عائشة رآه قالت کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم لم يقعد الا مقدار  
 ما يقول اللهم انت السلام الخ وقول عائشة مقدار ما يقول الخ يفيد ان  
 ليس المراد انه كان يقول ذالك بعينه بل كان يقعد ثم ما تيسر فاقبل المقدار  
 ونحو ذالك من القول تقریباً فلا ينافي ما في صحيحين عن المغيرة انه عليه السلام  
 كان يقول في دبر كل مكتوبة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك  
 له الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لنا اعطيت لا تعطى لنا  
 منفعت ولا ينفع ذا الجبن منك الحمد وكن اما روى مسلم وغيره عن عبد الله  
 بن زبير كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم من صلوة قال بعبودته  
 لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ  
 قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله  
 الثناء ما احسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون لان المقدر  
 المذكور من حيث التقریبين دون التحدید۔

سنن و فاضل کے بعد جمع ہو کر جو دعا کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ یہ بدعت ہے

ہوا کہ مالک میں ہے کہ اذاعا بالدعاء المأثورہ جملہ ومع القوم ایضاً لیستعلما  
 اللہ کا پاس بہ فاذا تعلموا حیث یکن جملہ القوم بدعتہ کذا فی البراذیہ  
 محمد کو یہ خبر دی گئی کہ ایک جماعت بدعت کے بیٹھا کرتی ہے اور انہیں ایک شخص کتا کہ  
 کہاں مرتبہ اس کا کبریاں اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہوا اور اتنی مرتبہ الحمد للہ کہوا اور لوگ کہتے جاتے  
 ہیں آپ ان لوگوں کے پاس گئے جو لوگ کہتے تھے جب اپنے سن لیا تو آپ کہڑے ہوئے  
 ان لوگوں میں عبداللہ بن مسعودؓ ہوں۔ قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے  
 اللہ تعالیٰ نے ایک بدعت میں مبتلا ہو گئے یا مفسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہی  
 علم میں لے گئے۔ یعنی یہ جو تم کہتے ہو یہ تو تاریک بدعت ہے۔ یا تم نے وہ بات پائی جو صحابہؓ  
 کے ہی اتنے آئی خواہ بخبری سے یا سنی سے۔ پس تم طریقہ جادو کے علم میں غالب ہو گئے  
 وہ صریح صریح نامکون ہے۔ پس پہلی ہی ثابت ہے۔ یعنی یہ کہ وہ کام بدعت سیدہ ہے  
 یہ بات ہر شخص کے بارے میں کہی جائے گی جو خالص جادو بتلانی کو اس طور سے کرے کہ  
 کہ صحابہؓ کے زمانہ میں نہ تھا۔ جو غیر ضروری شریعت ہے اس پر عداوت کرنا اس کو مکروہ  
 بتا رہا ہے۔ اور یہ اسی قبیل سے ہے کہ اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں جس چیز میں عوام کے  
 عقیدہ کا فساد لازم آئے یا فساد کا وہم میں ہو اس شئی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ عام لوگ اس کو  
 طعنے پہنتے ہیں نہ کہ لے والے کو حقارت دیکھتے ہیں۔ سنن و توافل کے بعد خاص التزام  
 کے ساتھ ما اکتھا حدیث و فقرے نہیں ہے۔ اور متویان مہملام سمجھ کر معبود نہیں کہتے  
 ہیں۔ بلکہ نام صاحب کو پابے کس سے منع کرے۔ جیسا کہ بناریہ میں ہے کہ واذا علی  
 لی جاحتہم مبتدعا ارشاد وہ وان کان داعیا الی بدعتہ منعوا الخ و مل العالم  
 الا علم من قاض او من اخبر عن الناس الی خلاف السنۃ او ظن منه ذلک  
 ان یعلم الناس بانہ لا یجوز اتباعہ ولا الاخذ عنہ فہی یحفظوا انتاء  
 الحق باطلات یعتقدہ العوام حقا اور متویان سجد کا جبر کرنا خلاف شریعت ہے  
 میں اتوں پر سب سے نہیں کرنا چاہیے۔ نقل لیسنا اللہ تعالیٰ من الدعاء والعمل ما یؤثر  
 موافقا لرضائہ بلطفہ و کرمہ کتبہ محمد اسماعیل غفر لہ الجلیل کفایت میں تم اللہ اعلم

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ سلیمان بن محمد کنسلیتری  
بندہ ابرہیم بن محمد کنسلیتری  
بندہ سعید عثمان غفرلہ

الجواب حق الحق انیتیم  
ہمتہ ابرہیم محمد شرف الدین خیر ابد اللہ رحمۃ اللہ  
ڈا بیلسی داسلے سا غفرلہ مولانا

من یحاب فقد اصاب فماذا بعد الحق الا الضلال

محمد حسین۔ راندیری۔ خادم مدرسہ محمدیہ (رماندیر)

المجیب مصیب

محمد بن یحییٰ رضا ادریشی: انکم مومنہ بنج اسلام کثور۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۱۲ ہجری

الجواب صحیح الجواب حق الجواب صحیح  
ناکار احمد بندہ سید محمد نصر اللہ غفرلہ مدرسہ  
منیر منیر منیر علی غفرلہ منیر کاؤں منیر عام بڑا بڑا

بندہ محمد و منیر منیر

الجواب صحیح محمد سلیمان بن فقیہہ مارڈول

الجواب (۱) جو دعا کہ بعد نماز فرمیں متصل بیک وقت انگلی جاتی ہے  
راوندیہ وہ موافق سنت ہے۔ حدیث شریف میں کئی طریقوں سے آیا ہے اور اللہ

اسم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصل اللیل الا خروا و برکل صلوٰۃ مکتوبہ  
رواہ ترمذی۔ وعن ابن امامہ رحمہ اللہ قال ما نوت من رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبہ ولا تطوع الا سمعته بقول اللہم اغفر ل  
ذنوبی و خطیای کلہا الخ اخرجه ابن السنی فی عمل بالیوم واللیلۃ۔ وعن  
ثویان رحمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان ینصرف من صلوٰۃ  
استغفر ثلاث مرات ثم قال اللہم انت السلام الخ اخرجه طبرانی من



رواہ جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة  
 كقول المكتوبة من النافلة انتھن كن اني السعاية ان ما ديت سے صاف معلوم  
 ہوتا ہے کہ ان خصوص علی شریطہ وسلم فرض نماز کے بعد ذکر کرتے تھے اور وہ ملتے تھے  
 انکھاسے میں بیار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مگر صرف ان چند احادیث  
 پر کیا کیا کہ طالب حق کے لئے استقدر ہی کافی ہے۔ ثبوت دعا بعد فرض روایات فقہ  
 ہے قال فی شرحہ الاسلام وبقیتم اى المصل الدعاء بعد المكتوبة انتھل  
 فی صلاہ اسلام میں ہے کہ نیت سمجھے مصلی و ما کو بعد نماز فرض کہ ان الدعاء بعد الصلوۃ  
 الممكن بتسلون وکن ارفع الیدین وسمی الوجه۔ فہم العال والعائد المسیئۃ  
 حاصل کلام و خیر المراد ایک ذکر یا عبارت سے مراقبات ہو تا ہے کہ فرض نماز کے بعد  
 اظہار میں مگر دعا انیس بیسہ فرضوں کے بعد قبل سنتوں کے دعا مانگنا چاہیے اور یہی  
 طریقہ سون ہے۔ واسلام و علمہ اتم

(۲) صریح سنوہ میں سنن الزاہل کے بعد دعا و اجتماعی احادیث و فقہ سے ثابت ہوا  
 ہے سلام لوگوں کے فارغ ہونے تک اٹھا اٹھا کرے اور بار بار بلند الفاظ کو کہے دعا فرمے  
 کہ ہے۔ اکل عبادات میں ہے۔ اور شریع میں اسکی کوئی اصل نہیں۔ اس طریقہ کو  
 ضروری سمجھنا اور نہ کر لے والیکو طعن تشنیع کرنا جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ اعتقاد ہے۔  
 انکے بہت ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں جو عن عائشہ رضہ قالت قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقع الا مقعدا ما یقول اللہم انت السلا  
 رواہ ابن ماجہ افضل صلوۃ المرأ فی بیتہ الا المكتوبة رواہ الترمذی  
 والبخاری والمسلم وغيرہم وعن عبد اللہ بن مسعود الا نصبار رحمہ قال ساء  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما افضل الصلوۃ فی البیت او الصلوۃ فی المسجد  
 قال لان اصل فی بیتی احب الی من ان اصل فی المسجد الا ان تكون صلوۃ  
 مكتوبة رواہ ابن ماجہ والترمذی وعن عبد اللہ بن مسعود قال سألت  
 عائشہ رضہ عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کان یصل فی بی

قبل الظهر اربعاً شرعاً یخرج فیصل بالناس الظہر ثم یدخل فیصل رکعتین ثم یخرج فیصل بالناس العصر ویصل بالناس المغرب ثم یدخل فیصل رکعتین ثم یصل بالناس العشاء ویدخل فی بیت فیصل رکعتین الحدیث رواہ مسلم و ابوداؤد و الا ماما احمد مرقومۃ الصمد احادیث سے صحت واضح و واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنن و نوافل مکان میں پڑھتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ بھی کچھ عمل فدا کر کے تھے۔ پس دعا و جماعی فریضوں کے بعد متصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے کہ بعد سنن و نوافل دعا و جماعی ثابت نہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سنن و نوافل مکان میں پڑھتے تھے پھر دعا و جماعی بعد سنن و نوافل کے کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔

(۳) سنن و نوافل کے بعد خاص التزام کے ساتھ فائزہ شروع کرانے کے لئے متویان بعد امام کو مجبور نہیں کر سکتے ہیں۔ امام مسجد کو اس امر پر مجبور کرنا خلاف شرع ہے جو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو اس پر متویان مسجد امام کو مجبور کرنے کے مستحق نہیں ہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب و عندہ اتمام کتاب

کتبہ بعد من جہاد اللہ الا لطفہ احقر احمد بن عارف اشرف عفی عنہ  
الہام لمدتہ الا فریضۃ العربیۃ الواقعة فی الراء فی ربیع الاول

هذا هو الحق والحق الحق ان يتبع  
کتبہ القاضی رحمت اللہ علیہ عنہ  
الجواب محیم خاکسار عہد اللہ غفرلہ اللہ عنہ اشرفیہ رائدیر۔  
الجواب۔ جس وقت جو طریقہ نامائے کاسہ و سنن و نوافل

**تراجم ضلعت**

سنن و نوافل کے بعد دعا کا قبل ہونا احادیث سے صحت ثابت ہے۔ قدیم طریقہ کا شرعاً کچھ ثبوت نہیں اس کا ترک ضروری ہے۔ اگر شبہ ہو کہ سنن و نوافل کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قیامت نہیں ہے کیونکہ دعا کا مانگنا شرعاً امر محمود ہے نیز اس طریقہ کو بدعت منہ میں داخل کر لیا جائے تو

پھر شرعاً کوئی صورت ممانعت کی جاتی نہیں رہتی۔ تو جواب یہ ہے کہ جو طریقہ غیر معتبر و نیا  
 نہیں تھا اس کا التزام کر لینا شرعاً غیر ممکن ہے ظاہر ہے کہ اس طریقہ سے خیر القرون میں دما  
 طہیں مانی جاتی تھیں۔ شامی میں فتاویٰ بزاز یہ سے منقول ہے ولا یبغی ان یتکلف کالتزام  
 ما لم یکن فالصلہ الاول کل هذا التکلف نیز لمس دما کی کوئی ممانعت نہیں کرتا۔ مابینک  
 ہر قسم کے دہریوں کے ساتھ چند امور ایسے لگا دیئے ہیں کہ شرعاً ان کا کوئی ثبوت نہیں  
 اسدھی اسدھ دقتیقت وجہ ممانعت ہیں وہ احمد شکیہ ہیں:-

(۱) دما کے فتر پر امام کا افسانہ یا سورۃ الفاتحہ کہنا +

(۲) اس کے بعد خاص خاص سہ ماہیوں کا پڑھنا ہے۔

(۳) اسلوب ترقی پر اصرار کرنا۔

(۴) اگر اس طریقہ پر دعائا کی جائے تو اپنا اعتراض کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ دعویٰ ہے کہ ان کی وجہ سے امر ستب بھی شرنا مکروہ اور قابل ترک ہو جاتا ہے

اس کا بدعت منہ میں بھیجی نہ پس۔ اگر بدعت حسنہ ہی مان لیا جائے تو ان امور مذکورہ کی

وہ ہے اس رقبہ ہی شرفاً مکروہ اور قابل ترک ہے اور اگر امور مذکورہ کو نظر انداز کر دیں یا

ہمارے تو بھئی قابل ترک ہے کیونکہ اسٹون طریقہ کے مقابلہ میں بدعت کوئی چیز نہیں کہہ

چوتھا حصہ ہے کیوں نہ ہو عن الحسن بن ابی الحسن رحمہما اللہ ای البصائر کما

رواه عبد الرزاق عن معمر عن زيد عن الحسن بن مرسل عن الأداربي عن طريق

ابن مسعود رضى الله عنه قال عليه الصلاة والسلام عمل قليل في سنة

ای مع ما جبالها خیر من عمل کثیری بدعتی ای من اصلها کان ذلک وان

قل كثير نفعه بل هو نفع كل ما الى ان قال والمحاصل بن الاقتصاد في السنة

افضل من الاجتهاد في البدعة ولو كانت مستحسنة شفاع مع شرح

جلد (۲) - صفحہ (۲۱) - شرعاً کوئی ثبوت نہیں نہ امامیہ سے نہ فقہ سے نمبر ۴ نہیں

کر سکتے اگر مجبور کریں تو وہ گنہگار ہوں گے۔

حضرت علی محمد غفرلہ رحمہ اللہ قی تراجمی۔

مانڈلہ

الجواب۔ (۱) جو فرض نماز کے بعد مانگی جاتی ہے وہ سنت کے موافق ہے  
جیسے کہ مشکوٰۃ شریف سنن میں ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقل الا مقدا رما یقول اللهم انت السلام  
وسنت السلام فنادت يا ذا الجلال والا کرام ثم اقام مسلما وایک روایت میں ہے  
پہلے عن نفعیہ سے تنقید میں ہے اور دوسری حدیث میں ادا وادعائیں وغیرہ ہیں۔

(۲) سنن و نوافل کے بعد ہندوستان کے ساتھ مانگنے کا ثبوت حدیث و فقہ کی کتاب  
مستبرو سے کہیں نہیں پایا جاتا بلکہ اس کا خلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عادت شریف گہری جا کر سنن و نوافل پڑھنے کی تھی۔ پر وہ مقتدیوں کے ساتھ کس طرح  
ہنگامیں گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس طرح کا دامن گھا نہیں پایا جاتا۔

(۳) سنن اور نوافل کے بعد وہ مانگ دے کیسے نام کو مجبور کرنے کا متولیان سجدہ کو  
کوئی حق نہیں ہے ایسا کرنے سے۔ وہاں کہ وہ ہو جاوے گی اور متولی لوگ گنہگار ہیں ہائیں گے  
مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤی کے مجموعہ فتاویٰ جلد دوم میں ہے کہ علماء نے تصریح اس امر کی  
کی ہے کہ جس مندوب پر مسئلہ فرائض و واجبات کے کیا جاوے اس کے متعلق  
ملاست کیا جاوے وہ مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ملاحظہ فرائض شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں لکھا ہے۔  
پھر اس کے نیچے سب احادیث لکھا ہے۔ فکرم من جلیل یصیر بالالتزام من غیر  
الزیم والتخصیص مرغی مخصص منکر و حاکم اصغر من القادی فی شہرہ المشکوٰۃ  
والخصفکی فی الدلائل المختار وغیرہما اور شرح مشکوٰۃ علی تقدیس میں ہے من اصغر علی امر  
مندوب وجعلہ غرضا ولم یعمل بالزعمه فقد اصاب منه الشیطان من الاصل  
فکیف من اصغر علی بدعتا و متکرا انتہی

کتبہ احقر عبد اللہ الہی حسن سید غلام علی صاحب مدرسہ دہلی

مدرسہ مدرسہ محمدیہ مانڈلہ برکات

الجواب صحیح محمد عبد الرحمان حفظہ اللہ عنہ

محلہ چوٹن شہر مانڈلہ۔

الجواب صحیح  
مختصر و مفید

الجواب صحیح  
بہار محمد حسین شاہ مفتی مولانا

الہ آباد

الجواب دھوا الموفق للصواب۔ صحت مسکوہ میں بحدثن و نفاذ کے  
اجتماعی حالت سے دماغی کئے کا مجموعہ کہیں مدیہ طریقت میں دکتہ فتنہ  
میں لکھ کر نہیں گذرنا بجز اس کے کہ بدعت حسنہ ہو۔ اور امام طوسی سے مالک سے میراں کا  
عمل دماغی علاج ہی نہیں ہے پس خواہ مخواہ باصراہ تہم اس کے دل و دماغ کے مروجہ  
خیر ہے البتہ بغیر التزام کے بلیب خاطر اچھا اگر امام نے مقتدیوں کے ساتھ دعا کی  
تو کچھ مضائقہ ہی نہیں ہے۔ اما اگر حیرت راجع و ابائے تو یہ فعل بصریہ اگرچہ جہاں  
بہرہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ نقل کی جماعت جماعتی کیساتھ دعا اتزاناً مکروہ ہے حالانکہ  
تاکد کتبہ میں جماعت سنت مسکوہ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک قریب واجب کے ہے۔  
لیکن چونکہ لفاظی میں جماعت کا علاج جماعتی کے ساتھ دعا و سلت قرون شہود ہوا بغیر  
میں نہیں پایا گیا اس لیے فقہاء کے نزدیک مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ بیجا کشامی میں ہے  
قال فی تنویر الابصار فی تحت قول کراہۃ الا قتداء فی الفضل علی سبیل  
الحدیث اسی وان کان علی سبیل المراقبۃ کان بدعۃ مکروہۃ لانه خلاف  
المعارف فقط واللہ اعلم بالصواب عندہ امر الکتاب۔

تمقلہ احقر خادم الفقراء ظہور حسام غفرلہ مفتی مدرسہ سبھانہ  
الہ آباد صاننا اللہ تعالیٰ عن الشر الفناء  
(الجواب صحیح) کتبہ محمد عبدالکافی غفرلہ (۱)

دھاکہ

الجواب (۱) ای موافق سنت ہے کیونکہ اگر شبہ ہو کہ ایک شکوہ بنی یکم  
(۲) حدیث احمد فقہی اسکا نص ثبوت ہی نہیں ہے التزام تو دور ہے  
دستے انیس امام کا بعد سلام بیٹنا باوجودیکہ اس کا ثبوت حدیث صحیح میں ہے باوجود  
اس کے اگر کوئی دانتے جانب بیٹنے کو حق اور واجب سمجھے تو خط شیطان کا ہو جاتا ہے  
توجہ نشست کا اس کا کہیں ثبوت نہیں اس کا التزام کیسا ہوگا۔ بیحد مشکر ثابت اور

ستب ہے مگر قہماش کرتے ہیں کہ اس کا التزام منجراںی افساد عقائد العوام ہوگا۔ لہذا اس خاص  
التزام کو بھی مانتے ہیں حدیث شریفہ دفعہ منہ منع کیا جوسے گا و لکرہ انکار و رد فی التجاری  
صفحہ ۱۱۸ و کان احذرہ یفتل عن یمینہ وعن یسارہ و یعیب علی من یتوخی  
او من تعمد الا تغفال عن یمینہ وفیہ ایضاً قال عبد اللہ لا یجعل احکم  
للشیطان شیئاً من صلوٰتہ یری ان حقاً علیہ ان لا ینصرف کما عن یمینہ  
لقد رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ آہ و فی  
الدر المنثور شرح الملتقى صفحہ ۱۱۰ وما یفعل حقیب الصلوٰۃ فمکرر  
لان الجملۃ یعتقد ونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فکروہ  
قالہ المصنف وغیر آہ

(۳) شرعاً مجبور نہیں کر سکتے اگر کریں تو امر خلاف شرع پر مجبور کرنا ہمارا جس کی وجہ سے  
ہمارے پر عام ہے اور زمرہ مبتدعین سے دعا ہے کہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ ہذا و السلام۔

کتبہ محمد اسحاق البردوانی المذکور الدینیات الکلیۃ  
۲۵ مئی بدکھ ۲۵ ذیقعد یوم یکشنبہ

الجواب (۱) اس وقت جو بعد نماز فرض متصل ایک وقت دعا مانگی جاتی  
ہے وہ بالکل سنت کے موافق ہے۔ مادیت بکثرت اپہر شاہ ہیں۔

(۲) سنن و نوافل کے بعد خاص التزام مذکور کے ساتھ فاتحہ شروع کرانے کے لیے تریا  
سہنام مسجد کو جبر و تصدی جو کرتے ہیں بیشک یہ جبر تصدی و خلاف شریعت اور حرام ہے۔

(۳) اس التزام خاص کا ثبوت کہیں نہیں۔ واجب احترام ہے

سر لکچ احمد مددکس مدرسہ فیض مام سیو بارہ ضلع بجنور۔ ۲۱۔ ذیقعدہ

الجواب (۱) فیض کے بعد دعا کا مانگنا سنت۔ سنن و نوافل کے بعد اس التزام سے  
کہا مام اور مقتدی ملکر ساتھ دعا مانگیں حدیث دفعہ سے ثابت نہیں۔

تویان مسجد کا اس بدعت پر اصرار اور غازیوں کو اس کی تعمیل پر مجبور کرنا شریعت کے خلاف ہے

خادم العلماء محمد رحیم اللہ

## تجلیہ ضلع بجنور

(۱) بعد نماز فرض متصل جو دعا مانگی جاتی ہے یہی سلف کا طریقہ ہے اور اسی پر کثافتا کرنا چاہیے۔

(۲) اسی التزام کے ساتھ دعا سن و نوافل کے بعد کرنا کہیں ثابت نہیں ہوا  
فی الدین ہے اس سے اجتناب چاہیے۔

(۳) ہرگز مجبور نہیں ہو سکتے اور اگر بالضرورت بیان مجبور کریں۔ اس میں طرز جدید  
فاتحہ خوانی پر مجبور کریں تو یہ حیرت انگیز شریعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلما  
کتبہ البعد ضعیف شریعت اللہ عفا اللہ عنہ  
اسلامیہ تجلیہ ضلع بجنور۔



الجواب (۱) جو پہلا طریقہ منادہ بدعت ہے دوسری طرز پر جو عالم  
ما سب سے دعا کا طریقہ کہا یہ سنت ہے کتب حدیث اور فقہ میں یہی  
طریقہ ہے اس پر اہل علم کا قائل ہے۔

(۲) سن و نوافل کے بعد التزام دعا و جماعت کے ساتھ کرنا بدعت ہے۔ اور اس کا کہیں ثبوت  
نہیں جولوگ غلط شیخ اہل بدعت کے طریقہ پر یا مون کو مجبور کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں گے۔ اور اگر  
تمہاری جگہ ایسے لوگوں کے کہنے سے امام کو غلط شریعت پر مجبور کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ سنت کے  
غلات بدعت کے طرز پر ادا کرنا ہے والا قیامت کو شاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
محروم ہوگا۔ فسطح اللہ تعالیٰ اعلم۔

نام اہلبیت محمد مبارک حسین مسعودی

مدینہ منورہ دارالعلوم جامعہ شہر مدینہ

الجواب (۱) اولن فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں حدیث میں صحت اللہم  
انت السلام الخ آیا ہے اور بعض احادیث میں لا الہ الا اللہ الخ آیا ہے دہلے کے طور پر صحت  
اللہم انت السلام الخ آیا ہے لہذا یہ تو سنت ہے۔

(۲) سن و نوافل کے بعد اس خاص التزام کے ساتھ دعا کا ثبوت حدیث و فقہ سے نہیں  
التزام مالویلزمہ الشرع (جس شے کو شریعت نے لازم نہیں کیا۔ اور سکو لازم کر لیا۔ سننا)

یہ التزام بقیادعت ہے اور ایسے ہی الفاظ جو زور سے کہا جاتا ہے۔ بدعت ہے۔

(۳) جس چیز کا ثبوت مذہب میں نہواً سپریمور کرنا جائز نہیں۔ لہذا ستویان سجدہ کو جائز نہیں کہ امام سجدہ کو خلاف شرع کرنے پر مجبور کریں۔ ادا ان کا یہ جبرٹ۔ بت کے موافق نہیں۔ فقط  
والسلام۔ کتبہ کفایت اللہ عنہ لکھنؤ

مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میٹرو۔

جوابات (۱) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ساتھ اللہم انت السلام  
ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام کے موافق سنت ہے

(۲) اس تسنن کیساتھ دعا مانگنے کا کوئی ثبوت حدیث و فقہ سے نہیں ہے۔

(۳) چونکہ اس تسنن کی دعا مانگنے اور فاتحہ پڑھنے کا ثبوت حدیث و فقہ سے نہیں ہے  
اسلئے ستویان سجدہ امام سجدہ کو التزام مذکور کے ساتھ مجبور کرنا۔ امر مخالف شرع کا مرتکب ہوتا  
ہے۔ اور احداث فی الدین میں کوشش کرتا ہے۔ والیاء اللہ نہ

ابوالجیب۔ محسن الدین۔ مدرسہ عالیہ سلٹ

الاجوبۃ کلھا صحیحہ کراہیب فیہا  
محمد احمد رضی اللہ عنہ مدرسہ عالیہ سلٹ  
محمد عرفان علی غفرلہ واللہ یلمذہ سلٹ

(۴) فراتس کے بعد سنن و نوافل کا پڑھنا ہی سجدہ میں حضور اکرم صلیم کا معمول نہ تھا۔ ہذا خلاف  
آپ ہی فیصلہ کریں کہ دعا بطریق مذکور سنن ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے کیا تمام صلی حضور صلیم  
کے شامل جیسے شریفہ میں داخل ہو کر بطریق مذکور دعا کا معمول بنائے ہوئے تھے۔ اگر ایسا  
نہیں ہو سکتا تو سنن بلکہ مشروع قرار دینے کے کیا صورت ہو سکتی۔

محمد شیر زمان مدرسہ عالیہ (سلٹ)

(۱) بعد نماز فرض دعائے خاص سنن ہے۔

(۲) اس طور پر لازم پکڑنا حدیث و فقہ سے ثابت نہیں ہے۔

(۳) مجبور کرنا فاتحہ کے لیے خلاف شریعت ہے۔

محمد ازراں علی۔ معنی منہ مدرسہ عالیہ (سلٹ)



قد حصص الحق في الجواب

الاجوبة الاجوبة

رئيس الدين احمد غفر له ولا يورثه الله بعد  
واصف الفخر احمد ولا يورثه الله بعد  
مكتب الفخر احمد لله ولا يورثه الله بعد

ريواری

(۱) غصص وخصی - فرض نماز کے بعد علی الاطلاق یعنی اکیلا نمازی ہو لینا  
و مقتدی بدلوں ہوں دما مانگنا اما دیت کثیر و سے جو کتب محل غصص  
میں ثابت ہے اور نیز بنا بر قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت فریضہ فاذا فرغت  
فانصب الوالی بک فانصب کا جس میں بدلوں و مطلب ہے چنانچہ دما مانگنا جسیر بربری نے اپنی تفسیر  
میں سننا عجیبہ تفسیر میں نقل کیا ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فاذا فرغت فانصب يقول  
فاذا فرغت مما فرض عليك من الصلوة فسل الله وارض اليه وانصب له صفحة  
الجلد الثلثة واما مقتدیوں کا ٹکرا کر التزام و دما مانگنا اس آیت سے منہوم ہوتا ہے  
فاذا قضيت الصلوة فاذا ذكر الله الاية او لم الايضاح او على طبع اما نقل من من  
خبره ان استند معتبرا بآية الام و ما عت كما ذكر دما مانگنا بمرات موجود ہے چنانچہ یہ جملہ  
ہے ضرب الفراع من صلوة يدعون الامار لقصه و المسلمين راغبي ما يد بهم  
حز و الصل و بطونها مما يلي الوجه بخشوع و مسكون شرعيا حون بما وجوهم  
في اخره اى عند الفراع من الدماء كن افي التفاحش المرغوبة نقله عن التحفة  
المرغوبة والسماية بهر ملطامات کا دبار و ہمار میں دونوں صورتوں کے متعلق نہیں  
نماز فرض کے بعد سن لو اول سے پہلے اکیلے نمازی کا یا امام و مقتدیوں کے ٹکرا کر التزام  
دما مانگنے پر اجازت مسکتی ہے +

(۲) فرض نماز کی اینٹکی کے بعد متصل ہی بجائے ایک بار کے دو یا تین بار ہر بار میں بار  
اتہ اوٹا کر دما مانگنا جیسا کہ کسرات پنجاب میں دیکھا گیا یا سنن و لوافل پڑھ کر امام کے  
انتظار میں بیٹھے رہنا کہ تمام جامعہ کی اکٹھے دما مانگی جائے بالکل بے ثبوت ہے نہ کسی حدیث  
واثر میں اس کا ذکر ہے نہ کتب فقہ میں متقدمین و متاخرین سے کسی کا قول مذکور ہے۔ ہر  
امر و نہی کا کرنا کرنا ہے بدعت ہے اسکو چھوڑ دینا اور ممکن ہو تو چھوڑنا دونوں مندرجہ

مقدم ہے لہذا متولی ان سجدہ وغیرہ الفا احمد الی دعا پر لازم کو مجبور نہیں کر سکتے اگر وہ مجبور کریں گے تو  
محکم حکم میں گئے کیونکہ مجبور کرنے کا انہیں شہادت کوئی حق نہیں ہے۔

**تنبیہ** شاید کسی کو بات ہی میں پہلے کہ کوئی اعتراض کرے کہ صلا میں وہ  
فرض نماز کے بعد محل کی طرح جماعت بیٹھ دے مانگے کا طریقہ شائع ذیل

ذبتا لعدا یا اترا سے ہی دعوت قبول دیا جائے وہ اس پر قیاس کو کے سنن و لہا ظل کے بعد ہی  
سب کا اجتماعی طور سے دعا مانگنا کم از کم جائز تو قرار دیا جائے اس کے فقرہ ذیل کے جہاں بیت  
(۱) اما دیف میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کا مدخل و تحقیق ہی ہے کہ فرض نماز کے بعد

اس سنن و لہا ظل سے پہلے دعا مانگی جائے مثلاً یسبحین کی روایت میں ہے **ابن دعلج** **علیہ السلام**  
کان اذا فرغ من الصلوة وسلم قال لا اله الا الله (تہترج) جب نماز سے  
خارج ہو کر سلام پیرے تو یہ دعا پڑھتے لا اله الا الله انجس کے علاوہ اور حدیث کتب  
میں موجود ہیں جن میں دو رکعت صلوٰۃ مکتوبہ وغیرہ ایسے ایسے الفاظ ہیں جن سے یہ ثابت  
ہوتا ہے جو صحیحین کی روایت کا مضمون ہے۔

(۲) فرض نماز کی ادائیگی شارع **علیہ السلام** نے جماعت کیلئے مسجد میں قرار دی ہے اور  
سنن و لہا ظل کی ادائیگی مسجد میں تو غائی شافل کے طور پر کہ جب شخص ہے وہ گھر میں  
ان کا پڑھنا آنحضرت **صلی علیہ وسلم** کا موجب و سنت طریقہ ہے پنا پڑے دہریٰ حدیث نبویہ قول و فعل  
سے اور تصریح کتب فقہیہ سے مدلل و میر من ہے پہلا جبکہ اصل سنت کا ہی مسجد میں اترا ہو جاتا  
کے ساتھ تابع نہیں فرداً فرداً پڑھتا مقرب ہے بلکہ اپنے اپنے گھر میں اولیٰ و اہل بیت کے  
تو بات احتیاج یہ دعا وغیرہ کا بیعت اجتماعی لزوم و دوام کیے جائے جو شخص ہو غرض کہ جماعت  
حالی نماز فرض کے بعد دعا پر سنن و لہا ظل کے بعد دعا کو قیاس کرنا قیاس و معارف  
ہے جو شرعاً و عقلاً جائز نہیں۔

(۳) بیک تعلیم ہے کہ جماعت دلی فرض نماز کے بعد دعا پر صلا میں محل اساد و ملک  
کہیں نہ تھا لیکن چونکہ یہ اصل بات ہے اور مجددہ طریقہ دوام کو واجب و ضروری نہیں  
سمجھا جاتا لہذا اصل کا ساحل ہے اگر کوئی بیوقوف مانگے چاہا کہ ہے تو عرض نہیں کیا جائے اس کے

حک پلین ملین نہیں ہوتا۔ بخلت سن و نواقل کے بعد مالی ملک کے کہہ سکتا آدم و ضروری جہاں ہوا ہے  
 کہ اس کے نزدیک بہت دولت کی جاتی ہے اس لئے کہ حقیقت کی ثبوت ہی ہے جو کہ بلا ثبوت کثرت عن  
 کسی بخل و عیال و زوہر جس عمل پرست و جب کا اسلام التزام ہی بہت ہے لہذا پہلا طریقہ دعوت  
 و تحریک ہے کہ دوسرا طریقہ دعا و جب ملکہ بہت جلد و تھا ہوا فرق بینا و شام و ملازم

حدیثیں بکثرت ہیں محمد الرحیم بن علی محمد۔ ریویزی۔ سندہ ۱۳۔ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

## ترغیب الی

الجواب۔ (۱) دین اسلام کے قتل قتل کے مطابق ہر ایک ملک میں ہر ایک  
 طائفہ کے نزدیک ہی قبول میں و خیرہ فی المینۃ بین قہویہ و عینا

و شہا لا و اما و خلفا و ذہابہ بیتہ و استقبال الناس بوجہ و لود و  
 عشرۃ ما لوکن بعد انہ مصل و لو بعد ما حل المذہب (۲) قولہ و بعد ما

الغیر التصویب الامام لکن التحذیر الذی لی المنیۃ ہوا انہ کان فی صلوۃ  
 لا تلوم بدھا فان شاع انصرف عن منہ او سارہ او رعبا ان خارجہ لیا یقتل

الناس بوجہ وان کان بعدھا تلوم فاربعیلہ بتقدم او تاخر او یحرف  
 بینا کو شہادۃ و بدھب الی بیتہ فیتلوم شہ (۳) لیکن ما شمارہ و اما کی

جاء سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ کی قیاس ہے کہ بعد از فرض شمال یا جنوب کی طرف  
 آگے چلے کی طرف منہ کر کے اللهم انت السلام الخ پڑھے یا گھر یا کارخانہ یا کارے

لدا نماز سنت یا نفل پڑھنے کے بعد بیٹھ کر جامعہ کے ساتھ دعا مانگنے کو حیر کرنا شرعاً  
 درست نہیں۔ بعد نماز فرض کے متصل امام بریا منفر و اللهم انت السلام الخ اور کوئی دعا

پڑھنا یا اس حد تک خاموش رہ کر سنت یا نفل پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہونا صحیح ہے۔

(۴) صریح دفعہ سے ثبوت نہیں۔

(۵) متویان سبحنا امام سجد کو عید کن شریعت میں ہمارے نہیں ہے لفظ و السلام

شیخ ابوسعید مسکری علیہ السلام ترغیب الی

السلام علیہ السلام علیہ السلام

## مکمل معظما

فتویٰ حضرت مفتی محمد تقی رضا صاحب مولانا عبد الرشید بن عبد الرحمن سراج الحقی دہلی

### ترجمہ

ملائے کام و آپ کیا فرماتے ہیں اسکا  
آپ کا نسخہ ہمیشہ جلدی ہو کہ جس کا میں  
کہ بعض جگہوں میں یہ دعا پڑھا ہوا ہے کہ  
(پہلے سے) غرض بنا دوسرے کاغذ ہونیکے  
بدنقل یہ دعا اللہم انت السلام الامام مع خدیج  
کے پڑھتا ہے۔ پھر دعا یہ وہی امام خستہ  
نفل پڑھنے کے بعد روضۃ الفتح کہہ کر دیا  
ما لک ہے اور معتدی اس پر آمین آمین کہتے  
ہیں۔ امدان لوگوں کا عمل صاف ہے اور پر  
بڑا ہوا پانہ کی کیلئے ہمارے یہاں تک کہ بعض  
عورتیں نفل کو ضروری اعتقاد کیا ہو جس کا کہ یہ  
لوگ بیگم کہہ جاتے ہیں کہ وہ سنت النفل نامزد کیا  
جس کا کہہ دیا گئے میں نے کہہ ہے تو ہر عورت  
کہتے ہیں کہ میں کہہ تو دیکھتے نظر میں ہے  
پہلی نماز کو بھی کرنا ہے۔ پس امداد ہو کہ آیا یہ کھانسی  
ہلک و دبا دہ و مانت کے سواں ہو؟ امداد صبح  
حضور اور معتبر و معتدل سے ثابت ہے؟ انہیں  
امد یا سمجھ کے سننا کو بیجا نہ ہے کہ وہ سجد  
کے معصرا نام کر اس ذکر کی ہوں

### استفتا

ما قولکم دامت فضلكم فیما اعتادہ الناس  
فی بعض الاقطار من مواظبة الامام  
الموظف بالمسجد ومقتضىه على قراءة  
هذا الدعاء اللهم انت السلام الخ بعد  
الفراغ من الصلوة المفروضة متصلا  
شعرا بالفراغ من فعل السنن والنوافل  
يدعون عقب الفاتحة حمدا و مرقاة ثانية  
والمعتدین يؤمنون على ذلك وقد جرى  
العمل متم على جيل الامم والا لفرجة  
ان بعض الحواط اعتقد ان هذا ضروري  
واجب حيث انهم لما وجدوا لغير الامام  
من ذلك ما اشتغاله بطول السنين و  
النوافل ما عترضوا عليه فائلين انما  
منتظر من الدعاء وهو بطول الصلوة  
فل هذا العمل المذکور موافق للسنة  
وثابت بالاحادیث الصحیحة بطور الزکیا  
المعتبرة امر لا وهل یجوز للمسلمین  
اجل الامام الموظف المذکور  
على ترویج هذا الدعاء المذکور

بعدمسلمین والنواقل حل سبیل  
الاتزام و یسکون اجبارہ علی  
ذلت موافقا للشرع امر کلا-  
افید و نامفصلا تجروا-

## الجواب

لتردد السنة بهذا  
ولا رواية في ذلك  
ولا يجوز للمتولى اجبار  
الامام على ذلك  
لانه غير موافق  
للشرع والحال ما ذكر  
والله اعلم امر برقمه  
خادم العربية  
والمنهج عبد الله  
بن عبد الرحمن  
سراج الحق قاضي  
القضاة ومفتي  
القطار العربية بمكة  
الحمدية مكان الله  
لهما حمد امصليا  
مسلم

مهر

بچھلی دعا کے دفاع دینے پر مجبور کو ہے کہ  
پابندی کیساتھ سنت انقل ناروں کے ہدائی  
باتی ہر امد آ یا یہ مجبور کتنا شرعی کیونکہ ہر کام  
منسل اس کا حکم لکھنا تو ایسا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا فرما

## جواب

یہ ایسے سن اور لیاقل کے بعد  
دوسرے القامہ کہہ کر امام کا دعا مانگنا  
اوس کے ساتھ مقتدیوں کا آمین آمین  
کہنا، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم میں (کیں) وار نہیں ہوا اور  
اس کے ثبوت میں (فقہاء کی) کوئی  
روایت (میں) نہیں ہے۔ اور (سجدے کے)  
متولی کو جائز نہیں ہے کہ امام کو اس دعا  
پڑھنے پر مجبور کرے اس لئے کہ یہ دعا  
شرعی قرین کی موافق نہیں ہے اور مال  
دی ہے جو ذکر کیا گیا واللہ اعلم۔

قادم اشریة والمنهج عبد الله بن عبد الرحمن  
سراج الحق قاضي القضاة ومفتي  
القطار العربية بمكة  
الحمدية مكان الله  
لهما حمد امصليا  
مسلم

مهر

فتویٰ اسلامیہ اہل سنتی جامع مسجد نبویؐ

الہم من کہہ کر چار اس کلام کو سنکر مقتدی اسلام ملکہ اقصا شاکر مالا گناہ طریقیہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں مانگنا ثابت ہو تو قرآن وحدیث کے دلیل سے حوالہ تسلیم کریں۔

الحجرات - جز کا نام اور مقتدیوں کا بعد فرض متصل قبل نصف این فرائض کے بعد جن کے آخر  
سن ہیں اور جن کے آخر عن نہیں خلتا فجر و عصر تا یضاً تسد ثاکر دما لٹھا مدیف قوی فی الدی حاکم  
اسم قال جوف اللیل لا کفر و در الصلوات المکتوبہ ترمذی - اما ما مدیف غلیہ مثلاً عن  
المخیر بن شعبہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افرغ من الصلوۃ و لم  
قال لا اله الا اللہ وحده لا شریک لہ - لہ للملک ولہ البحر و علی کل شیء قدس میں  
اللہ لا ما تم لما اہل بیت لا معطى لا صنعت لا ینعم فلا بحر منک البحر - و تہذیب  
فی کتاب الاعتصام کان یقول ہذہ الکلمات دبر کل صلوۃ و لفظ البخاری و کتاب  
الصلوۃ دبر کل صلوۃ مکتوبہ - و عن الاسود ما مر عن ایہ قال صلیت مع النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم بالجفر فہذا سلم الخوف و رفع ید یمہ و دعا الحدیف ابن ابی شیبہ  
و علی الیم و اللیلۃ - و عن الترمذی و قال عظیم غریبہ - و انما کفر فی اللہ  
من حدیث ابن عمر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع ید یمہ فی الدعاء  
لم یحطہا حتی یمیم بہا وجہہ - سعایہ - و روینا فی مسند الامام احمد و سنن ابن  
ماجہ و کتاب ابن السنی عن امرئسمیۃ عنی السقما عنہا - قالت کان رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اذا صلی الصبح قال اللہم انی اسألتک علما نافعاً و عملاً متقبلاً و رزقاً طیباً  
کتاب الا ذکار للنووی - و عن عبد الرحمن بن غنم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من  
قال قبل ان ینصرف و یشئ رجلیہ من صلوۃ المغرب و الصبح لا اله الا اللہ الامور - و  
نقیبہ مثلاً سعایہ و تہذیب غریبہ میں ہے کہ خیر بعد الفراغ من الصلوۃ یدعو الہام لنفسہ و للسلیم  
رافعی ید یمہ حد و بعد ہر و بطلو غما ما یل لوجہہ یخشی و سکون ثم یحسب بہا  
وجوہہم فی آخرہ ای عند الفراغ من الدعاء - ثابت ہے اسے اہم کا نہیں لینے و



مردہ کا جو کہ نہ واجب نہ سنت نہ تحب۔ پہلے کہ سہل بقول صاحب در فتاویٰ شامی۔ وہ ہے جس کو  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں کیا ہو یا رغبت و ہوائی ہو۔ یا سلف صاحبین نے اسکو پسند کیا ہو۔ وہو  
 ما فعلہ اقبی صلی اللہ علیہ وسلم مرآۃ و ترکہ اخری و ما احبہ السلف الی قوله و هو الخ  
 برد علیہ ما رغب فیہ علیہ السلام و لم یفعلہ فالاولی ما فی التقریر ان ما واطلب  
 علیہ مم ترلہ ما یلا عذر سنۃ و ما لم یواظب علیہ منذ وہ مستحب ان لم یفعلہ  
 بعد ما رغب فیہ ام بحر شامی مم در مختار صفحہ ۳۳۳ جلد اول ما و ظاہر ہے کہ اس طرح دہائی  
 کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور نہ کسپر رغبت و ہوائی اور نہ سلف صاحبین سے اس کا اتباع  
 منقول یا روایت فقہاء کا عدم نقل کو موضع استدلال میں پیش کرنا فادائع و شائع۔ و منها ان  
 الصحابة و التابعین و من بعدهم من الائمة المجتہدین لم یبق علیہم ما اتان  
 الصلوٰتان فلو کانتا مشر و عتین لما فاتتا عن السلف الخ کہیں ہی صفحہ ۳۳  
 صحابہ اس پر وہ خود شراعت و ہر وہ طہار کو چھوڑ عوام الناس سے ملے وہ فارغ ہو کر کھڑے پڑے  
 جاتے ہوں۔ سپہاگر کیسے منہ سے اتنا کل جائے کہ بھائی اس کا کہیں ثبوت ہی ہے اور نہ دلائل  
 کے ان شہروں میں جن کا شمار مرکز علوم و دینیہ میں ہوتا ہے اس پر علیہا کہیں ہوتا ہے۔ تو فوراً  
 ایسے مسائل کو دہائی کا منہ دیا جاتا ہے۔ اور اماموں کی امامت کے قدامت کا معیار اسی کو قرار  
 دیا دہائی کو نہایا گیا ہونچا وہ مسائل ضروریہ سے نا بلند بعض ہی کہیں نہیں۔ امتناک قرآن و تبتا  
 سے یہی دریافت نہ کیا جاتا ہو کہ تیرے منہ میں کسے قدرت میں اور اس دہائی کے  
 تاکہ کو وہ یمن یمن کیا جاتا ہو کہ الامان و الخفیہ ایسی حالت میں ہر وقت نفس کہ جس میں سکات  
 طبع اور اصابت رانی کی ادنیٰ ہی ہو ہوگی۔ وہ اس دہائی دہائی کو سب قوا و نعمتا  
 امت مکروہ کہنے میں ہرگز تردد مال نہ کرے گا۔ نقطہ و اللہ تعالیٰ اعلم و ملنا تم۔

کتبہ حقیر الیٰ ربی۔ اسماعیل بن محمد لسم اللہ

سویق سیدی مجاہد نگویا



الضحاائف المرفوعه

فی جواب

اللطائف المطبوعه

از حضرت علامہ مولانا المصطفیٰ الہی محمد کفایت الدین

الشاہجہاں پوری ثم التلوہی

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُ اللَّهَ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اما بعد: فائس مرغوب کے طبع ثانی کے وقت بعض اجاب دنگون ۲  
میں سے اس ایک سالہ سیما جبر کا نام اللطائف المطبوعہ عالی جہاں نقاشی الرعویہ ہے  
۷۰ سالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبدالباری صاحب حرم و مغلہ کی جانب سے  
گھر کی صوفیہ ہے کہ مولوی محمد عقیب صاحب نے حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم  
کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے کچھ سیماست نکالیں۔ ۱۰۰ عدد آپس میں  
ترتیب دے کر لطائف مطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا۔ میرا خیال ہے  
کہ اگر مولانا عبدالباری صاحب حرم زندہ ہوتے تو وہ اسکو اس صوفیہ میں شائع کرتا  
ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اسکی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور نقاشی  
کے خلاف ہے۔

تہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا: وہ نادانہ و غرض  
کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے  
رفع اشتباہ کے لئے ضروری محاذ ہوا کہ رسالہ کے معنایں کا مختصر جواب  
بھی شائع کر دیا جائے۔ تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام لے  
اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے و مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

ناک محمد کفایت اللہ غفرہ  
شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

واقع ہو کہ اصل مسئلہ جو دروغ ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں یہ ہے کہ جو سنن اربعہ کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد نام اور مقتدی اللہ وانت السلام کے ملاوہ بھی ایک مختصر مالد و مائیں اتمہ شاکر شہتے ہیں آند قما سے فارغ ہو کر سنتیں نقلیں پڑھتے ہیں پھر شخص اپنی اپنی مائیں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد حسب قاعی طود پر دمانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً برہما گجرات وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے سلام کے بعد نام اور مقتدی موعنا اللہ وانت السلام از پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں نقلیں پڑھ کر نام اور مقتدی سب ملکہ مانگتے ہیں۔ اور کس رواج کی ہی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللہ وانت السلام از پڑھتے وقت ماتہ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد نام و رود سے الفاظ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دمانگتا ہے۔

اور کسی جگہ ایک بار دما ختم کر کے اور منہ پر ماتہ پیر کر پھر دوسری بار الفاظ کہہ کر دمانگی جاتی ہے۔

اور کسی جگہ دوسری دما ختم کر کے اور منہ پر ماتہ پیر کر پھر تیسری مرتبہ نام و الفاظ کہہ کر دمانگتا ہے۔

پھر سنن و نوافل کے بعد کس مرتبہ دما کو متحد مزود ہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی نام سنن و نوافل کے بعد دمانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے یا جگہ غیر

کردمانہ لکھتے تو نام کو بڑا میل لکھنا ہمارے معزول کردینا ایک جھگڑا سادہ بنا کر دیتا۔  
مسلمانوں میں نا اتفاقی اور پھوٹ ڈال دینا سب سے بدترین ہے۔ یہ معمولی باتیں ہیں جو پیدا ہوتی ہیں۔  
ہم اس میں سیوے مثالیں اسکی موجود ہیں۔ فائس الرغوبہ میں یہ لکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقے کا احادیث و فقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار  
صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
یا ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کے لئے  
بیشے انتظار کیا کرتے تھے اور جب خود حضور انہما اور تمام معتدی سنن و نوافل سے  
مانع ہو جاتے تھے تو سب ملکر دعا مانگتے تھے۔ پھر دعا کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمرہ سے الگ تھکے فرماتے اور تمام معتدی سنن کے ساتھ دعا میں شریک  
ہوتے پھر ہر ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے۔ ان میں سے کسی بات  
کا ثبوت نہیں ہے۔ قاعدہ کے موافق ہیں اتنا ہی کہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات  
کا ثبوت نہیں ہے۔ اور جو لوگ کہ اس طریقے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ  
ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایات بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا کہ سنن و نوافل  
کے بعد تمام صحابہ حضور کے ساتھ ملکر دعا مانگتے تھے۔ حضور الگ تھکے فرما کر دعا شروع کرتے تھے  
اور ایک بار دعا مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے اس خیال سے کہ عوام علم مناظرہ  
کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کس کے ذمے ہوتا ہے وہ  
تو پھر سب سے غمناک دعویٰ ہو یا شکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تو دعا اپنی طرف  
سے دلائل بھی پیش کر دیتے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے  
ثابت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل کو گہروں میں ڈھبنے کی ترغیب دی ہے  
انگہروں میں ڈھبنے کا ثواب سجد میں ڈھبنے سے زیادہ فرمایا ہے۔ اور خود بھی عام طور پر حضور  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل گہروں میں ڈھبتے تھے۔ اس کے لئے فائس الرغوبہ کے صفحہ ۲ میں حضرت علیہ السلام  
بن سعد کہنی اللہ عنہ کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش  
کی یہ حدیث نہایت صاف و سلیس اور صحیح ہے۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور عام طور پر سن و نوافل گہریں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گہریوں میں سن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر دل و جان سے عمل کیا کرتے تھے اور نوافل اور بہتر صلوٰۃ کو بھی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سن و نوافل گہریوں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔  
پس جس سے سن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور کے اور صحابہ کرام کے درانہ میں مداح نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

## لطائف مطبوعہ کا مضمون

لطائف مطبوعہ میں اس وزن اور واضح ثبوت کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نقائص مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور نے ہمیشہ سننیں مکان میں پڑھی ہیں۔ کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھی ہیں نہ سفر میں نہ حضر میں۔ پس ممکن ہے کہ حضور نے کبھی فرض کے بعد ایسی سننیں پڑھی ہوں کہ سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

## اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا عبد الباقی مرحوم جیسا فاضل ایسا کمزور اور بعد اجواب کیے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور کی عادت طریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن نوافل گہریں پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد افضل فرماتے تھے۔ اور اسی بنا پر صحابہ کرام کا گہریوں میں جا کر سننیں پڑھنا غالب اور مانع بتایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور کی عادت طریفہ یہ ثابت ہوتی کہ سنن و نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی سنن و نوافل مسجد میں ادا کیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی اپنے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سننیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے

میں سے قرینہ ثابت کیا تھا کہ حضور کی مادت شریفہ گہر میں پڑنے کی تھی۔ اس مادت کے خلاف کوئی حدیث پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور نے کسی سفر میں یا حضر میں سختیں باہر پڑھ لی ہیں اور ان کے بعد مابھی مانگ لی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا۔ کیوں کہ حضور کے زمانہ میں اس مادی دوا کے علاج کا شہرہ نہ ہو جاتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ مادت خریفہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھی کہ سن و نوازل گہر میں جا کر چبہتے تھے اس لئے مادی دوائے ثانیہ نہیں سفر و نوازل کے بعد اجتماعی دوا کا حضور کے زمانہ میں نہ ہو نہ وہ حدیثوں کی خلاف ثابت ہو گا۔

### لطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی سفر میں اپنے یہی فرمایا ہو کہ ممکن ہو حضور گہر میں سن و نوازل کے بعد مانگ لیا کرتے ہوں۔  
جواب

یہ قول پہلے قول سے ہی زیادہ تعجب خیز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ من مکن ہی نہیں بلکہ مانگ لیا کہ آپ گہر میں سختوں اور نفلوں سے فارغ ہو کر دوا مانگتے ہیں گے گوس سے۔ اجتماعی دوا۔ سختوں اور نفلوں کے بعد مساجد میں خاص اہتمام کے ساتھ دعا پڑی ہو ہے نہ تو باہر چلی جائے گا۔ کاش وہاں جدید باسی حرم ہلالی کے ہم خیال علمائے تعلیم دیتے کہ امام و مفتی گہر میں جا کر سختیں لٹلیں پٹھا کریں کہ سن و نوازل کے بعد دوا مانگا کریں تو۔ ایک طریقہ مسنونہ کی تعلیم بھی ہوتی اور اسلاما جھگڑا اپنی ختم ہو جاتا۔ مسلمان ہی اتفاق و اتحاد سے رہتے۔ اور کوئی آٹا قصہ ہی پیش نہ آتا۔

### سطح لطائف مطبوعہ کا مضمون

میرا جواب لطائف مطبوعہ میں یہ دیا گیا ہے کہ جبکہ احادیث قریہ سے دوا بدست کا شہرہ ہو گیا جیسا کہ اوپر گزرا تھا سپر عمل کرنا چاہئے۔ گو کہ آپ کے نسل سے اس کا ثبوت نہ ہو۔

## اس مضمون کا جواب

لطائف مطبوعہ میں چار قوی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث انس رضی اللہ عنہ { ما من عبد باسأبغ من جودہ نہانہ کے بعد ما نہ پھیلا }  
 (۲) حدیث فضل بن عباس { الصلوة تحشم وتضرع وتمسک ثم تقنع ید یصلی الخ }

(۳) حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ { ما من عبد باسأبغ من جودہ نہانہ کے بعد ما نہ پھیلا }  
 (۴) حدیث معاذ رضی اللہ عنہ { ما من عبد باسأبغ من جودہ نہانہ کے بعد ما نہ پھیلا }

یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

مگر یہ کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں سے کوئی حدیث بھی اس مضمون کے خلاف نہیں ہے۔

### تنبیہ (۱)

میں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ معصومانہ صل اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و لوافل گہر پر چڑھتے تھے لیکن حضور کے احیائے ہی ثابت ہے کہ مسجد میں ہی آپ نے سنن و لوافل پڑھی ہیں اسلئے اگر لوگ قزوین کے مسجد تین تعلیم مسجد میں پڑھ لیں تو یہ تمباغہ یا کمرہ نہیں ہے۔ مگر سنن و لوافل کے بعد وہاں اجتماعی کام و جہلہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا احترام یقیناً حق ترک کرنا

### تنبیہ (۲)

بھی واضح ہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت اپنی فرضوں کے بعد سنتیں پڑھا کر کمرہ کہا ہے۔ اسی جماعت میں امام ابو یوسف کی تاویل کی ہے۔ جن میں لفظ جو الصلوات بالمکتوبات امام اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ابن سے مکرکوسن و لوافل کے بعد وہاں انگنا ہے +

مگر خود فقہاء محققین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ اول تو کراہت ایک حکم شرعی پر اس کے لئے کوئی دلیل دلا کر ہو اور امام ابو یوسف دائر میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں وہاں کمرہ ہے۔ دوم کہ لفظ دیبر الصلوات یا دیبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور قیادہ معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پیرتے ہی وہ ادا کار پڑھے یا نہیں جن کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ظاہری اور تباہی کو پڑھ کر سنن و لوافل کے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی وہاں انگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجع اور صحیح ہے۔

لقدس ہویت میں تمام امامیہ پڑھا ہری اور قیادہ معنی پڑھ سکتی ہیں اور حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ جو تفاسیر بر غویہ کی فصل دم میں گہر پر مرقوم ہے اور میں کے الفاظ یہ ہیں:-

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ انہ قال ما دونت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ وکل صلوۃ مکتوبۃ کلا تطوع لا سمعۃ یقول اھم اھم غفرلی ذنوبی خطایا



كلها اللهم فحسبني عاجزا ولا حول ولا قوة الا بالله لا يصدق لصلواتها  
ولا يصبر سبيلها الا انت (اخره ابن اسحق في مثل اليوم واليلة كذا في تحفة المرقوم)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! میں عاجز ہوں اور نہ تویر ہے میری کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا تو ہر روز  
فرض نماز کے بعد حضور کو یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اللہم اغفر لی ذنوبی ۱۶

اس حدیث میں تصریح ہے کہ ہر روز صبح نماز کے بعد ہی اور نفل نماز کے بعد ہی حضور  
یہ دعا پڑھتے تھے اس میں قطعاً جو کل صلوٰۃ مکتوبہ سے اس کے ظاہری اور قیادہ سے  
ہی مراد ہیں کہ فرض کے بعد نفل دعا پڑھتے تھے کیونکہ اگر دُرُکِ کل صلوٰۃ مکتوبہ میں  
یہ سننے مراد نہ ہوتے اور وہی تاویلی سننے مراد ہوتے کہ نفل کے بعد دعا پڑھتے تھے  
تو پیرائے ولا تطوع فرماتے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ ہوتی  
علامہ طبری کی وہ عبارت جو مناقب الرعوب کے صفحہ (۱۹) میں مرقوم ہے تو نہیں

انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لم یقعد الا مقعدا وما یقول اللهم  
انت السلام الخ کے سننے بتائے ہیں چہ ہے اور یہ کہ علامہ طبری کی اس ماکہ  
لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد ہو علی کل شیء قدیر  
اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجند منک الخ

اور صحیح مسلم کی اس ماکہ

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد ہو علی کل شیء قدیر  
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا تقبل الا یاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل لہ الثناء  
الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کراہ الکافرون۔

یہ فکر کرنا میری ہمت نہ تھی کہ ساتھ تحقیق اور تقریبی مقدمات پر مبنی اور ہر ایک کی مدد سے  
میر کی متافہ نہیں ہو سکتی خصوصاً یہاں پر جس میں اسکا اہم انتظام الخ  
اس سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ طبری بھی فرض و سن کے درمیان اللہم انت  
السلام کے سوا دوسرا کلام دعا کی کراہت کے قائل نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے

کہ جب صحیح روایات حدیث موجود ہیں تو محققین وغیرہ کراہت کے قائل کیسے

ہو سکتے تھے آئیوہ سے امام شمس الدین طبرانی نے کہا بہت کی روایت کو قابل عمل نہیں سمجھا  
اور آئیوہ سے علامہ ابن ہائم نے بھی تصریحی عقدہ میں ان مآثر کو داخل کرنے سے  
اختلاف نہیں کیا اور ہی بنا پر معافیہ اجماع میں قبل السنۃ کی تصریح کر دی مبنیٰ اذکار  
اثورہ سنتوں سے پہلے پڑھے جائیں۔

آداسی لحاظ سے حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی برعہ اللہ نے  
یہ فرمایا والاولیٰ ان یأتی بحدیث الادکار قبل الروایۃ الخ رجوع اللہ ببالہ یعنی بہتر و افضل  
یہ ہے کہ ان اذکار و اثورہ کو سنن اربعہ سے پہلے پڑھے +

پس حال یہ ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان مبالغہ کو مکررہ کہتا قوی اور  
مارع نہیں ہے بلکہ فقہاء محققین کی تصریح کے موافق مارع یہی ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار  
و ادعیٰ اثورہ پڑھی جائیں۔ اور یہی قول ظاہر احادیث کے موافق ہے ہاں بہت زیادہ  
تعلیل کرنا یا غیر اذکار و ادعیہ پڑھنے کو مکررہ کہا جائے تو گنجائش ہے۔

### تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان مبالغہ کو مکررہ فرمایا ہے ان کا مطلب یہی ہے  
ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر بھی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں  
تاخیر کر دے ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں ادا کرنا مکلف اولیٰ ہے۔

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے مکان یا گھر میں جا کر سنتیں پڑھے اور  
اسی طرح لوگ بھی اپنے مکانات میں جا کر سنتیں پڑھیں۔ اگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں  
تو جو کو سکتے ہوں وہ کر لیں۔ اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اولیٰ اور افضل  
عمل سے نہ روکیں۔ اگر امام فرض پڑھا کر مختصر یا ثورہ ذکر و دعا پڑھا کر فجر میں چلا جائے  
تو اس سنن و نماز کو اپنے گھر میں افضل یا دوسرے طریق پر ادا کرے تو جانے دعا کو  
ایک غیر ثابت اور غیر سنن روایاتی دعا کے لئے ایک سنن عمل سے کیوں روکا جاتا ہے  
ان الکلام فیما اذا حصل السنۃ فی محل الفرض لا تغلق کلمۃ المشائخ علی ان الافضل  
فی السنن حتی منۃ المغرب للذیل ای فلا یمکرہما الفصل بآفة الطہور و ردیقاۃ من الجلیہ

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو رد میں پڑے یا نہ پڑے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا یہ اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو ہی گہر میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو اگر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر اور سنت میں ہو یہ اتفاقاً مکروہ نہیں ہے۔

لغات المعلوم میں باب اہل معرفت اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے جیسے تیساریں ماکو ثابت کیا جائے۔ مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الایضاح اور ہر کسی شرح مرقاۃ المفاتیح کی حیثیت پیش کی ہے۔ مگر یہی افسوس ہے کہ ان مؤلفوں نے نور الایضاح اور مرقاۃ المفاتیح کا مطلب ہی نہیں سمجھا یا تصدیق کیا ہوگی جلد توں میں قطع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے۔ اسلئے میں ذرا تفصیل سے اسکو بیان کئے دیتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ نور الایضاح میں یکسٹ جن فصل میں ذکر کیا گئی ہے اُس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

### فصل فی الاکاد والوارثۃ بعد العزم

یعنی فیصلہ ان اکاد کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد واد ہوئے ہیں۔ مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے۔ اس فصل کو سلام تک پہنچا کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الامتداد کے متعلق فصل ذکر کریں۔ پھر یہ فصل منعقد کی گئی ہے یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا فرائض واد ہوا کرتے ہیں اور یہ قول میں اسی لئے عنوان یہی ہے بعد العزم کا لفظ صراحتہ ذکر کر دیا۔

سہل مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہئے یا کچھ توقف ہی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو واد کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھیں جاتی ہیں

القیل والاکمال احاء السنۃ التي علی العزم متعللاً بالعرض من غیر انہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا يَقُولُ اللَّهُ هَرَامَاتُ  
السلام ومنك السلام واليك  
يعود السلام تباركت يا ذا الجلال  
والاكرام شرع قوم الى السنة -  
(مرآۃ المستمل)

بل اوقت کھڑا ہو جاتا چاہئے مگر یہ کہ فرضوں اور  
سنتوں میں طہرہ کی کوئی مستحب نہ ہو مگر یہ کہ مستحب  
صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض کا سلام پھیرتے تو  
اسی مقدار ٹیڑھے کہ اللہ انتا سلام و شک السلام  
ہا ایک یوں سلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام  
پڑھ لیتے۔ پھر کثرت سے جوتے اور سنت کھٹے۔

اسکے بعد صنف کے ملائے ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ ذکر (اللهم  
انت السلام) وہ ذکر ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بعد ان او کا رکعت  
میں سے اگر سنت کو ترک کیا جائے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں غسل اور طہرہ کی  
کی جاتی ہے۔ چونکہ ملائے ابن ہمام کا مطلب یہ تھا کہ جو لا کار نماز فرض کے سلام کے بعد  
سنتوں سے پہلے پڑھے جانے منقول ہیں انہیں سے اللهم انت السلام کا ثبوت  
پختہ ہے اسلئے صرف اسی کو پڑھنا چاہئے +

مگر چونکہ اس کی اس کے ملائے بعض دوسرے ذکر اور دعائیں ہیں ثابت ہیں اور ان کا ثبوت  
بھی پختہ تھا اسلئے صاحب مرآۃ المصلح نے ملائے ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت ولعل المراد غير ما ثبت ايضا بعد  
المغرب هو ثلث ركعات لا اله الا الله الخ  
عشر او بعد الجمعة من قلة الفاتحة والمثل  
سبع مائة (مرآۃ المستمل)

میں کہتا ہوں کہ غالباً ملائیک مراد یہ ہے کہ بعد از  
الطی اور بعد از نماز جمعہ کی سنتوں کو پہلے پڑھنا  
مستحب ہے جیسے کہ ایک صحیفہ میں نماز منہج کے بعد  
اسی طرح بیٹھے ہوئے لا الہ الا اللہ اور اس مرتبہ پڑھنا ثابت

ہے اور دوسری حدیث میں ملائے کے بعد سنتوں کو پڑھنا فائدہ اور عزت و امتیاز ثابت ہے پھر ثبوت

پس صاحب مرآۃ المصلح کی اس تصریح سے ثابت ہو گیا کہ ابن کے نزدیک فرض نماز  
کے سلام کے بعد اہم انت السلام کے ملائے ادا کا ثبوت اور وہ پڑھنا ہی جائز ہے تو اس کی  
وجہ سے جو تاخیر اور سنت میں ہوگی وہ تاخیر کردہ اختلاف لعل نہیں ہے +  
آپ مرآۃ المستمل کے معنی ملائے سید احمد علی مدنی حرمۃ اللہ علیہ نے یہ تحریر فرمایا۔

و فی روایت مائشہ رضی اللہ عنہا قالت  
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقصد  
 الا مقدر ما یقول اللهم انت السلام  
 ورحمتک الدی ذکر المتوفین انہ  
 لیس المراد انہ کان یقول ذلک بعینہ  
 بل کان یقصد انہما ینسم ذلک لقلوبہ  
 و یحی من القلوب تقریباً  
 (ماشیہ لطاویء ص ۱۸۵)

یعنی حضرت مائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جیتے تھے مگر اتنی  
 مقصد جس اللہ انت السلام پڑے سکیں۔  
 یہ روایت میں بتلاتی ہے جو معرفت کے ذکر کیا ہے  
 کس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضور اللہ انت السلام  
 ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر جیتے  
 تھے کہ آپ اللہ انت السلام یا اسی کی تقریبی  
 کا اورد کوئی ذکر پڑھا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ لطاوی کے نزدیک حضرت مائشہ کی روایت یہ ہیں ثابت  
 نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سہر من نماز کے بعد مزد اللہ انت السلام پڑھتے تھے  
 بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اورد کوئی ذکر و دعا۔  
 اور یہی مطلب علامہ طبری نے بھی بیان کیا ہے۔ پھر ان دونوں بزرگوں نے تصریح  
 کی کہ صحیحین یعنی بخاری و مسلم جہاں اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہی  
 اللہ انت السلام کے ساتھ تقریبی مقصد میں شامل ہیں اسلئے حضرت مائشہ کی روایت  
 میں اورد ان کا ذکر روایت میں کوئی قارض اورد مناقات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے  
 تنبیہ فرض المستتر کے درمیان ان دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز و ثابت ہے جیسا کہ  
 جس طرح اللہ انت السلام کا پڑھنا ہے۔ بخاری و مسلم کی وہ دعائیں ہیں جو لطاوی و  
 کبیری دونوں میں منقول ہیں +

عن الخیر رضی اللہ عنہا نہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوۃ  
 لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک لہ  
 لا الملک طہ الحمد ہو علی کل شی  
 قدیر اللہ لا مانع لما اعطیت ولا معط

یعنی غیر شریعت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر  
 کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الملک طہ  
 و ہو علی کل شی قدیر اللہ لا مانع لما اعطیت ولا معط  
 لا مانع لا یفزع ذلک منک الحمد (بخاری و مسلم)  
 اور اس طرح یہ روایت مسلم کی اس روایت کے بھی

ساقی نہیں ہے جو حضرت جبرائیل بن  
زبیر سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم جب نماز (فرض) کا سلام پیر  
تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ **اللہم**  
**وحد لا شریک لہ** یا مالک سورہ محمد برقی  
کل شیء مستدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
ولا نعبد الا ایاہ ولا نعزل ولا نشاء  
الحسن لا الا الا اللہ محمد بن مالک بن نوکرہ  
الکاشغری۔

لما نعت لا یطعم ذالک الحدیث الحد  
وکن لا ینالی حارک مسرور وغیر  
عن عبد العزیز بن الزبیر کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الصلوۃ  
قال یصنیع الا علی لا العکلا اللہ  
وحد لا شریک لہ یا مالک سورہ محمد  
علی اکل شیء فکون ولا حول ولا قوۃ  
الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ ولا نعزل  
ولا نشاء الحسن لا الا الا اللہ  
الا اللہ محمد بن مالک بن نوکرہ

یہ نہیں سمجھتا کہ طہارۃ طہاری اور طہارۃ طہی کی اس تمیز کے بعد کہ  
(۱) حدیث مانتہ کی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کا  
سلام کے بعد اہم انت اسلام ہی پڑھا کرتے تھے۔  
(۲) اور کہ اہم انت اسلام و اہل ہدایت دوسرے ائمہ ذکر میں کے چیم بنے کے خلاف ہیں۔  
(۳) اور کہ ذکر و قوالہ دونوں ذکر اہم انت اسلام کے ساتھ تقریبی مقام میں برابر ہیں۔  
(۴) اور کہ کائنات میں ان ذکر میں کا مشور سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔  
(۵) اور کہ سلام کی ہدایت میں اذان اسلام سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔  
(۶) اور کہ کائنات میں دہر کل صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل  
سنتوں سے پہلے کا وقت ہی مراد ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ نفس المرغوبہ میں تقریبی مقام کی جو تفسیر کی گئی تھی وہ  
نہایت فصیح کی تصحیح کے موافق نہ تھی اور کہ یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے  
سلام کے بعد اہم انت اسلام الا کے علاوہ دوسرے اذکار عادیہ یا اوردہ کو  
تکبیر یا کمرہ کہہ سکے۔

تنبیہ  
 اہم مرقی المسئلۃ کی عبارت میں اٹھم انتہام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں  
 والیہ صیغۃ السلام ہی شامل ہے بعض کتابوں میں یقیناً ذکر کی جگہ یوحیح ہے۔  
 اس پر ملاحظہ فرمائیے۔

تکالی فی خبرہ للمشکلۃ عن المجزئی واما فادبہ قولہ ومنک السلام من یحی والیک یرحم السلام فحینا غایبنا وادخلنا دار السلام فلا یصل لعل مختلف بعض القصص انتفی واما صیغۃ السلام مرقی المسئلۃ	یعنی شرح مشکوٰۃ میں بندی و منقول پر کوس ذکر میں بعد و منک السلام کے بعد جو ہیں تم کے کچھ جگا ہیں ایک صیغہ اسلام فحینا غایبنا وادخلنا دار السلام تین جگہوں کی کئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ بعض مفسرین کے گہرے ہوئے ہیں۔
--	---

مطلب ہے کہ یہ ذکر صحیح روایات سے اس منشا بت پر اللہ تعالیٰ انتہام السلام  
 و منک السلام قیام کیا ذالجلال والاکرام۔  
 اس فصل کے اس پہلے مسئلہ میں کفر کے بعد منقول میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے یا  
 مقتدی منقول و سب شریک تھے اسکو تو صاحب لولہ یضلع و مرقی المسئلۃ نے نام لیا  
 ہے بیان کیا اسکے بعد اس فصل میں دوسرے مسئلہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض  
 کے بعد سنتیں ایسی جگہ پڑیں یا نہیں جس جگہ فرض پڑے ہیں یا اس سے نہیں یا ان میں یا ان کے  
 پہلے پھر اگر وہ ایضاً میں نام کے لئے اس صحت کا یہ حکم ذکر کیا گیا عبارت میں کی ہے

وینجب بالامام بعد بسلامہ و یصل الی جہۃ یسارۃ التطوع بعد الفرض (فہما یضلع)	یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ بلکہ فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے ادا کرنے کے لئے۔
---	---

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑیں یا نہیں یا  
 ہٹ کر۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پیرتے ہی بغیر کچھ شایاں یا پڑے ہوئے ہٹ جائے  
 بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انتہام السلام و منک السلام ما لزم یا اس کے عمل و دوسرے

الامداد فی ما تھوہ فرجک جب منتوں کے لئے کھڑا ہو تو سبب ہے کہ بائیں جانب ڈرا  
ہٹ کر کھڑا ہو۔

منتوں کے لئے جگہ بد لکر کھڑا ہونا اسلئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو  
یہ شبہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کرے (۲) دوسرا قائل  
یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اسکے لئے نماز کی گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب بیٹھنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی راہنی جانب  
ہوتی ہے اور قبلہ کی راہنی جانب کو اسکی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے (مواقیع مشکوٰۃ)  
مگر علامہ مسیحیہ احمد عطاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایجن لحدکم ان یقدم او یتأخر بعینہ ادعن شمالہ فی الصلۃ یجن فی السجۃ ردہ باحدہ من بائینہما	یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں۔ فعلوں کے لئے آگے بڑھ جاؤ یا پیچھے ہٹ آؤ یا دائیں طرف یا بائیں جانب کو ہو جاؤ۔
--	---

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ بدلنے کے لئے چاروں سمتوں کا  
ذکر فرمایا ہے مگر یہ حکم سید وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں  
سمتوں سے افضل یہ ہے کہ سجدے جا کر اپنے مکان یا گھر سے کہیں سنتیں پڑھے۔

وقد مناعن الحلیۃ ان لا یحرم ذلت کلہ تطوعہ فی صلۃ	یعنی ہم پہلے صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر چکے ہیں کہ ایک سبب معدوں سے بہتر ہے کہ پڑھ کر بار سنو فواضل پڑھے۔
---	---

تیسرا مسئلہ۔ ہر اتن کے قیام مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ پر بیٹھا اذکار اور  
پڑھنا چاہے تو اس کی حیثیت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان یتقبل بعد الناس (فروا لا یصل) کہ نہ سبب کلام فرض یا سنت کی  
بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو سبب ہے کہ لوگوں کی طرف  
منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا رہنا نہیں چاہئے۔



<p>وكنائكم مكثه فاحذروا مكانه مستقبل القبلة في صلاتكم لا تطلع بعد ما انبتت</p>	<p>میں امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا ہونا (روکے بوجھن کے بجائے نہیں میں کر رہا ہے۔</p>
<p>نکاح صیہ کہ جن فراغت کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ٹکڑے میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں مڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار و ادعیاء پڑھتا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا جائے اور اذکار و ادعیاء پڑھ لے تن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شیخ میں اس پر یہ اضافہ کیا۔</p>	<p>نکاح صیہ کہ جن فراغت کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ٹکڑے میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں مڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار و ادعیاء پڑھتا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا جائے اور اذکار و ادعیاء پڑھ لے تن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شیخ میں اس پر یہ اضافہ کیا۔</p>
<p>يستقبل الناس من شامان لم يكن في مقابلة مصبل (القول بان شامان الحرف من يبا وجعل القبلة عن يمينه وان شامان غفوت عن يمينه وجعل القبلة عن يمينه (الحق بان شامان شامان ذهب لحقانجه (وواني المنهج)</p>	<p>یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر امام چاہے تو ان کی طرف منہ کر کے اپنی دہنی طرف قبلہ رکھ کر چاہے تو وہ اپنی طرف منہ کر کے قبلہ کی بائیں جانب منہ کر چاہے تو منہ کر کے کام کاغ کے سے چاہے +</p>
<p>جو مکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نماز پڑھ اچھا اس نے موت ایک صورت ہی ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا سکتے ہیں۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو کوئی نہ کوئی نام کے مقابل ہی نماز پڑھتا ہوتا ہے۔ اسے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح عقیدہ کر دیا۔</p>	<p>جو مکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نماز پڑھ اچھا اس نے موت ایک صورت ہی ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا سکتے ہیں۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو کوئی نہ کوئی نام کے مقابل ہی نماز پڑھتا ہوتا ہے۔ اسے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح عقیدہ کر دیا۔</p>
<p>ان يستقبل بعد اى بعد الطلوع الغرض ان لو يكن بعد ما انبتت (راى الغرض)</p>	<p>یعنی امام کو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھا سکتا بہتر ہے جبکہ فتویٰ نظروں سے ناخوش ہو جائے</p>
<p>تا کہ کسی نمازی کا سامنا کرنے کی صورت نہ ہو۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنا کوئی نمازی (کسوتی وغیرہ) نہ ہو اس کے معلوم ہیں کہ سنتوں کے بعد کی قید صرف لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے ہے۔ اور اگر وہ سنتوں سے پہلے (دہنی طرف</p>	<p>تا کہ کسی نمازی کا سامنا کرنے کی صورت نہ ہو۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنا کوئی نمازی (کسوتی وغیرہ) نہ ہو اس کے معلوم ہیں کہ سنتوں کے بعد کی قید صرف لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے ہے۔ اور اگر وہ سنتوں سے پہلے (دہنی طرف</p>



<p>شریں عون لا قسیم و المسلمین راضی ایدینہم فی ہما و جہم فی الخ</p>	<p>نمازی پڑھنے والے مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں پڑھنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا کریں۔</p>
---	--

میں نے ذکر اصداد کا سننا اور تب طریقہ ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے پہچان جائے کہ یہ تمام کام سب ملکر اجتماعی طور پر کریں۔ اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اصداد میں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو کتنا نماز پڑھی اور سبوت کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے چپے ہوگی۔

ملائف مطبوعہ میں اس جہالت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اہل جہالت کے خلاف یہ اعتراض اپنی طرف سے بڑھانے گئے ہیں (اور سب ملکر) حالانکہ اس معنی کا کوئی لغت و تراجم الفلاح میں نہیں ہے۔

پھر لطافت میں لکھا ہے۔

جہاں خندہ جہ بالائے صافات طور پر ثابت ہو کہ امام اور مقتدین سب کا ملکہ  
اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیف و ذکر کا ماترہ مستحب ہے۔

نتیجہ یہی اسی قلعہ پر تترتب ہے کہ مراثی اہل نسل کی عبادت میں (سب ٹکرا جاسی  
طہر پہ کے انعام اپنی طرف سے بڑھا دیے ہیں +

نفسہ سحر لگایا ہے کہ یہ تمام اذکار سونڈھائیں اور اس کو سنتوں کے بعد پڑھیں جائیں۔ حالانکہ  
مردی افعالی میں اسکی بھی تصریح نہیں ہے تاہم اس کے جملہ بعد ازی بعد التلویم کا تعلق  
موت و استقبال ہاں کے مسئلے سے چونکہ قرأت اذکار سونڈھ جائے۔

تلافت بطور میں یہ ایک عبادت تھی جس سے لوگوں کو کچھ شہتہ ہر سکتا تھا مگر  
انکو معلوم نہ تھا کہ اس عبادت میں یہی مردہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور  
جہاں تک اجتماع یہ تلافت کرتے ہیں وہ اپنی طرف بڑا نئے ہوئے ہیں۔

آدمیکہ سب کچھ ہی فی فضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بدستیں ہی سجدوں  
پڑھ جائیں۔ خدا فضل ہی ہے کہ گہریں یا حجرے میں جا کر پڑھے خدا اگر لوگ اس فضل پر کیڑ  
کے مل نہ کر سکیں آدمی نام سہر عمل لکیر چاہے آدمی سختوں کے تے اپنی عمر بے میں ہائے

تو ہے کیوں و کا اور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔  
اسکے علاوہ لطائف ملبومہ میں اور کوئی چیز لائق جواب نہیں ہے۔ بعض عبارتیں  
جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ کسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ یا اللہ ماہیت  
المساکر کے علاوہ اور ان کا ساتھ اور مدد عید مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا آخر  
تو اس کے بارے میں کھٹاوی اور علامہ طبری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشتہار  
کی عبارتیں اس بارے میں صاف و سیرح ہیں کہ جائز ہے۔ اور کوہیت یا عید اولویت کی  
روایت مرجح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا  
لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلموا یا اذا انصرفوا لفظ ہے ان سے یہی حکم  
یہنا بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے۔ اور ان کی وہ تاویل  
جو علامہ ابن جام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے اور اسیرج سے علامہ کھٹاوی اور  
علامہ طبری اور دیگر محققین حنفیہ نے پسند کیا۔ تعداد کار با ثورہ کی مستبروداتوں  
کہ اللہم انت المساکر والی روایت کے ساتھ غیر معارض اور غیر متافی قرار دیکر  
ان کے پڑھنے کی بجا زت دی و لا ملنا احکمنا

مَحَلُّ كَفَايَةِ اللَّهِ غُفْلًا

مَشْهُدَانِ شَيْخَانِ  
تصحيح فقير محمد عبد التواب شيتي غفر له مؤلف سيرت المجيب برکات وفضل  
دميا بعد الملمات وغيره۔ مکتبہ اہلسنیہ۔ مدلی۔



# کتابخانہ اکرمتیہ کی قابل قدر دینی و علمی کتابیں

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس و فلسفہ میں سائنس کی تاریخ  
طبیعیات  
سائنس کی تاریخ

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس

تفسیر بیضاوی مع الحواشی المفیدہ (عربی)

التوضیح والتلویح مع حاشیہ التوضیح کامل ۲ جلد

نور الاقوال مع تفسیر الاقوال وسوال جواب (عربی)

جامع ترمذی شریف (عربی) مع التوسل الخ

المستطاب

موطا امام مالک (عربی) سائنس

موطا امام محمد (عربی) سائنس

حاشیہ الطحاوی علی مرآۃ الطلاح (عربی)

شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) کامل ۲ جلد

در بیان خاصہ (عربی)

الحسامی بالنائی (عربی)

الحسامی مع شرح لطائف (عربی)

درایۃ النور شرح ہدایۃ النور (عربی)

مفتاح العربیہ کامل چار حصہ

ریاض الصالحین (عربی) جدید بیہدائی

تخریج و تصحیح

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس و فلسفہ میں سائنس کی تاریخ

شرح تہذیب (عربی)

شرح ابن حقیل (عربی)

شرح عقائد نسفی (عربی)

شرح مآثر عامل (عربی) کامل

شرح وقایہ (عربی) اولین مع حاشیہ صمدیہ

و تخریج مع تفسیر

قبلی (عربی)

گلستان (فارسی) بہ حاشیہ اردو

بوستان (فارسی) بہ حاشیہ اردو

مالا بد منہ (فارسی)

اللباب فی شرح الکتاب (میدانی)

مختصر المغانی بحواشی شیخ الوہد

مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایۃ

مرآۃ الطلاح شرح نور الایضاح

المختصر القندلی مع مدنی المتوخذہ مصریہ

مسلم الثبوت مع حاشیہ مفتاح البیوت (عربی)

مسند الامام اعظم مع شرح تنسیق النظام (عربی)

المطروحات فی غریب القرآن (عربی)

کتابخانہ اکرمتیہ

# کتابخانہ اکرمتیہ کی قابل قدر دینی و علمی کتابیں

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس و فلسفہ میں سائنس کی تاریخ  
طبیعیات  
سائنس کی تاریخ

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس

تفسیر بیضاوی مع الحواشی المفیدہ (عربی)

التوضیح والتلویح مع حاشیہ التوضیح کامل ۲ جلد

نور الاقوال مع تفسیر الاقوال وسوال جواب (عربی)

جامع ترمذی شریف (عربی) مع التوسل الخ

المستطاب

موطا امام مالک (عربی) سائنس

موطا امام محمد (عربی) سائنس

حاشیہ الطحاوی علی مرآۃ الطلاح (عربی)

شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) کامل ۲ جلد

در بیان خاصہ (عربی)

الحسامی بالنائی (عربی)

الحسامی مع شرح لطائف (عربی)

درایۃ النور شرح ہدایۃ النور (عربی)

مفتاح العربیہ کامل چار حصہ

ریاض الصالحین (عربی) جدید بیہدائی

تخریج و تصحیح

سائنس اور ماہر (عربی) سائنس و فلسفہ میں سائنس کی تاریخ

شرح تہذیب (عربی)

شرح ابن حقیل (عربی)

شرح عقائد نسفی (عربی)

شرح مآثر عامل (عربی) کامل

شرح وقایہ (عربی) اولین مع حاشیہ صمدیہ

و تخریج مع تفسیر

قبلی (عربی)

گلستان (فارسی) بہ حاشیہ اردو

بوستان (فارسی) بہ حاشیہ اردو

مالا بد منہ (فارسی)

اللباب فی شرح الکتاب (میدانی)

مختصر المغانی بحواشی شیخ الوعد

مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایۃ

مرآۃ الطلاح شرح نور الایضاح

المختصر القندلی مع مدنی المتوخذہ مصریہ

مسلم الثبوت مع حاشیہ مفتاح البیوت (عربی)

مسند الامام اعظم مع شرح تنسیق النظام (عربی)

المطروحات فی غریب القرآن (عربی)

کتابخانہ اکرمتیہ